

ملکین

۲۰۰۷ء بمطابق ۱۴۲۸ھ



بازار ادب کمیٹی

منجانب

جمعیت حکیمانہ دہلی کراچی۔



# حاضرین محفل کو خوش آمدید

عید سعید کے پر مسرت موقع پر

ہم افراد جمعیت (دہلی) کراچی

کی خدمت میں

## دلی عید مبارک

پیش کرتے ہیں۔

منجانب:

اراکین و مجلس منتظمہ بزم ادب

# ”ملن“ مگزین

یکم شوال 1428ھ مطابق 2007

مدیر	:	وسیم اقبال
نائب مدیر	:	فہد اشرف
معاونین	:	دانش منظور، فہد متین، فاروق سعید، انوار قریشی
کمپوزنگ	:	شاہ رخ خان
گرافکس	:	اسکین ڈاٹ / محمد علی
پرنٹرز	:	برکت علی اینڈ سنز

## قلمی معاونین

1- دانش منظور	2- انوار احمد قریشی	3- فہد اشرف
4- ڈاکٹر اظہر	5- شہاب احمد	6- وسیم اقبال



GOVERNOR SINDH

DR. ISHRAT UL EBAD KHAN

## پیغام

میرے لیے یہ بات نہایت تسکین کا باعث ہے کہ جمعیت حکیمان (دہلی) کی تنظیم بزم ادم کے زیر اہتمام میگزین ”ملن“ کا اجراء مسلسل کئی سالوں سے جاری ہے اور اس میگزین میں برادری کے افراد۔ نوجوانوں اور بچوں کی تحریروں کو شامل کیا جاتا ہے۔ جو کہ باعث مسرت ہے مجھے یہ بھی بنایا گیا ہے کہ بزم ادب کا انعقاد گزشتہ 70 سالوں سے ہو رہا ہے جو کہ یقیناً قابل ستائش ہے۔ میرے نزدیک اپنے تہذیبی اقدار کو زندہ رکھنا ایک مستحسن عمل ہے۔ جسے جاری رہنا چاہئے کیونکہ اس کے آپس میں محبتیں پروان چڑھتی ہیں اور رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بزم ادب کمیٹی کے اراکین کو آپس میں شیر و شکر ہو کر نہ صرف اپنی برادری بلکہ پورے ملک کی خدمت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

میری جانب سے آپ سے کو عید مبارک

(ڈاکٹر عشرت العباد خان)

گورنر سندھ



## پیغام

یہ امر باعث مسرت و انبساط ہے کہ حسب سابق بزم ادب منعقد کی جارہی ہے۔ یہ کہنے میں مبالغہ نہیں ہوگا کہ یہ قوم کا مقبول ترین ادارہ ہے جو گزشتہ صدی سے اپنی روایات برقرار رکھے ہوئے ہے۔ بزم ادب کا قیام 1924ء میں جناب محمد دین خلتی کے مبارک ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اس کا مقصد برادری کے نوجوانوں اور بچوں میں علمی اور ادبی ذوق پیدا کرنا تھا تا کہ ان میں تحریر اور تقریر کا ملکہ پیدا ہو۔ اس بزم کے انعقاد سے افراد برادری جتنے مختصر وقت میں ایک دوسرے سے عید مل لیتے ہیں وہ کراچی جیسے مسرور شہر میں شاید سال بھر میں بھی ممکن نہ ہو۔ اس بزم کے انعقاد سے برادری کے نوجوانوں اور نونہالوں کی علمی اور ادبی اور انتظامی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے اور مستقبل میں اس سے بڑی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے ان کی تربیت ہوتی ہے۔ مجلس انتظامی جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی جو اس برادری کا اعلیٰ ادارہ ہے اس کے انتخابات اس ماہ کے آخر میں منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اس مجلس میں جہاں ہدایت و رہنمائی کے لیے بزرگوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں عملی کاموں اور فیلڈ ورک کے لیے نوجوانوں کا ہونا بھی ضروری ہے میں امید کرتا ہوں کہ برادری کے نوجوان متذکرہ انتخابات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔

آخر میں آپ سب کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوشیاں صحت اور دین و دنیا کی کامرانی عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد تقی

صدر جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی



وسیم اقبال۔ سیکریٹری نشر و اشاعت



فہد متین۔ سیکریٹری اطلاعات

# اراکین مجلس ادارت



فاروق احمد۔ جنرل سیکریٹری

میگزین ملن 2007ء



فہد اشرف۔ جوائنٹ سیکریٹری اشاعت



# اراکین مجلس

## بزم



فاروق سعید۔ جنرل سیکریٹری



انور احمد قریشی۔ صدر



عمران شاہد۔ نائب صدر



وسیم اقبال۔ سیکریٹری نشر و اشاعت



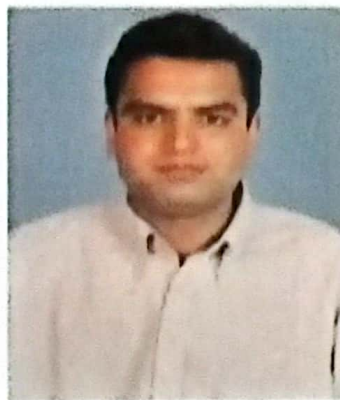
عمران ممتاز۔ پروگرام سیکریٹری



دانش منظور۔ فنانس سیکریٹری



سلیم شہزاد۔ سوشل سیکریٹری



یاسر عرفات۔ جوائنٹ سیکریٹری



محمد فرحان شیخ۔ مینجمنٹ سیکریٹری

# منتظمہ

2007 -

ادب



محمد عدیل۔ جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری 1



محمد اعظم۔ جوائنٹ سوشل سیکریٹری



فہد متین۔ سیکریٹری اطلاعات



عبدالوہاب متین۔ جوائنٹ فنانس سیکریٹری



محمد شہزاد۔ جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری



فہد اشرف۔ جوائنٹ سیکریٹری اشاعت



معراج ذاکر۔ جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری 2



عمران احسان۔ جوائنٹ پروگرام سیکریٹری 1



قلیل احمد۔ جوائنٹ سیکریٹری اطلاعات



## اداریہ

قابل احترام بزرگ۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ حاضرین محفل!

السلام علیکم!۔۔۔ عید مبارک۔۔۔۔۔

گزشتہ چند سالوں کی طرح اس سال بھی بزم ادب کمیٹی کے ہونے والے انتخابات میں مجھے یہ ذمہ داری دی گئی کہ بزم ادب کا ترجمان میگزین ”ملن“ کی ادارت کا فریضہ انجام دوں۔ میں نے اس ذمہ داری کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس بات کی بھی کوشش کی کہ اس میگزین میں ایسے مضامین شامل کیئے جائیں جو با مقصد اصلاحی اور معلومات پر مبنی ہوں میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ قارئین کرام و حاضرین محفل بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔

میگزین ”ملن“ آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کے مطالعے سے آپ کو اس بات کا یقیناً احساس ہو جائے گا کہ آج برادری کے افراد کسی حد تک باشعور ہو چکے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ سماجی اور معلوماتی میدان میں کتنی وسعت رکھتے ہیں۔ اس میگزین کی تیاری و طباعت کے سلسلے میں اپنے ساتھ بھرپور معاونت پر جناب فاروق سعید۔ فہد اشرف کا تہہ دل سے مشکور ہوں اور ساتھ ساتھ ان مشہرین حضرات اور اداروں کا بھی بہت ممنون ہوں کہ جن کی مالی معاونت سے میگزین کی اشاعت ممکن ہو سکی اور یہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچا۔

میں آپ کو اپنی اور اپنے تمام ساتھیوں کی جانب سے دل کی گہرائیوں سے عید کی مبارک پیش کرتا ہوں۔

طالب دعا

وسیم اقبال

یکریزی نشر و اشاعت

## استقبالیہ کمیٹی برائے بزم ادب

- |                                |                                  |
|--------------------------------|----------------------------------|
| جناب منیر احمد صاحب            | جناب بابو محمد تقی صاحب          |
| جناب محمد شاہد صاحب            | جناب چوہدری محمد انیس صاحب       |
| جناب شکیل احمد صاحب            | جناب چوہدری مبین صاحب            |
| جناب مدثر بقائی صاحب           | جناب مختار احمد شیخ صاحب         |
| جناب سلیم احمد صاحب            | جناب امیر حسن جیلانی صاحب        |
| جناب منصور صاحب (فیشن گارمنٹس) | جناب عزیز حسن جیلانی صاحب        |
| جناب روشن اختر صاحب            | جناب اہتمام الدین صاحب           |
| محمد آصف صاحب                  | جناب مظہر اختر فریدی صاحب        |
| جناب منصور شہزاد صاحب          | جناب منصور صاحب (بلڈنگ ہارڈویئر) |
| جناب سلطان احمد شیخ صاحب       | جناب نسیم الدین صاحب             |
| جناب امتیاز بقائی صاحب         | جناب حسین الدین صاحب             |
| جناب ناظم الدین بقائی صاحب     | جناب الوار احمد ذکائی صاحب       |
| جناب جمال الدین بقائی صاحب     | جناب ممتاز احمد صاحب             |
| جناب تنویر اختر صاحب           | جناب احسن ذکی صاحب               |
| جناب سعید صاحب (بیٹری والے)    | جناب منظور احمد شیخ صاحب         |
|                                | جناب انصار قریشی صاحب            |



## خطبہ صدرات

قابل صدا احترام بزرگ و دیگر حاضرین محفل

السلام علیکم

میں اپنی اور بزم ادب کمیٹی کی جانب سے حاضرین محفل کو دل کی گہرائیوں سے عید کی پر مسرت مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں عید کیز یادہ سے زیادہ خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائے۔

بزم ادب کمیٹی 2007 کے انتخابات میں اس سال صدارت کی ذمہ داری کا بوجھ میرے ناتوں کندھوں پر ڈالا گیا ہے اس موقع پر میں اراکین کمیٹی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا اور مجھے بزم کی صدارت کا نادر موقع فراہم کیا۔

عید سعید کے اس پر مسرت موقع پر میں حاضرین محفل سے درخواست کروں گا کہ وہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کریں جو پچھلے سال ہم سب میں شریک تھے لیکن اس سال وہ ہمارے ساتھ موجود نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)۔

بزم ادب کی منفرد روایت سے برادری کا کوئی فرد بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی افادیت اور اہمیت ہے کہ ہماری برادری کے افراد رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی بزم ادب کے انعقاد کا نہایت شدت سے انتظار کرنے لگتے ہیں۔

اس بزم کو سجانے اور اس میں مزید نکھار لانے کے لئے کی گئی کوششوں اور کاوشوں پر میں شکر گزار کہ ان جوانوں کی بھرپور اور انتھک جدوجہد اور محنت نے آج کے پروگرام کو ایک یادگار پروگرام کا رنگ دیا ہے۔ برادری کے یہ چند

باعزم اور حوصلہ مند افراد یقیناً آپ سب کی قابل داد اور ستائش کے حق دار ہیں۔

بزم ادب کا ترجمان میگزین "ملن" آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس میں شائع ہونے والی تحریریں، مضامین اور دیگر مواد افراد برادری کے ذہنوں کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ میگزین "ملن" صرف اور صرف افراد برادری کی تحریروں اور مضامین سے سجایا جاتا ہے۔ میں اس میگزین کے لئے اشتہارات دینے والے اداروں۔ افراد کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی بذریعہ اشتہار معاونت ہی کی بدولت اس میگزین کی طباعت ممکن ہوئی ہے۔ میں "ملن" کی تیاری، تدوین، طباعت کے محنت طلب کام کو بخوبی سرانجام دینے پر سکریٹری نشر و اشاعت و سیم اقبال اور ان کی معاونت کرنے پر محمد عدیل، فہد اشرف، عمران شاہد اور فاروق سعید کو بھرپور مبارکباد پیش کرتا ہوں

آخر میں ان تمام افراد کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس بزم کو سجانے کے سلسلے میں ہمارے ساتھ بھرپور مالی معاونت فرمائی اور ہماری رہنمائی فرمائی۔ میں اس سلسلے میں جناب معراج الدین سابق صدر بزم ادب اور چیف ایڈوائزر کمیٹی کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس گلدستہ کو سجانے میں میری بھرپور مدد فرمائی اور آج کے پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرایا۔ اپنی جانب سے میں ایک بار پھر حاضرین محفل کو سعید سعید کی پر مسرت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

صدر

انوار احمد قریشی



## اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے چند نکات

(مہرین نور، بفرزون)

اگر دماغ کو انسان کا ماسٹر مائنڈ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ دماغ ہی سارے جسم کا حاکم ہے۔ اگر سوچ مثبت ہو تو انسان کا اندرونی نظام ٹھیک کام کرتا ہے کیوں کہ جب کوئی نوجوان کسی منزل کو پانے کی جستجو کرتا ہے تو اس کے خیالات کی طاقت اس مقصد کی کامیابی کیلئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

### قوت ارادی کی طاقت

جس نوجوان نے زندگی میں ترقی اور کامیابی حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور وہ جس راستہ پر چل رہا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے تو قوت ارادی وہ پیڑول ہے جس سے وہ اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔

### مثبت سوچ

جب آدمی مثبت اور تعمیری مقاصد کو اختیار کرتا ہے تو اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے اگر آپ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنی تمنا کے نشانے پر دل و جان سے توجہ دینی ہوگی۔

# پچا ننا مشکل ہو گیا

(محمد اعظم، بفرزون)

ہمارا آج کا نوجوان خود کو مارڈرن بنانے کیلئے کیا کچھ نہیں کرتا اب تو یہ خود کو سنوارنے اور میک اپ کروانے میں لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں کیوں کہ لڑکیوں کی طرح اب لڑکوں کیلئے بھی لمبے لمبے بال رکھنا ناخن بڑھانا، کانوں میں بالیاں پہننا اور بیوٹی پارلر میں جا کر گھنٹوں گھنٹوں تیار ہونا ایک عام سی بات ہے۔

افسوس کہ ایسے لڑکے جب بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر باہر نکلتے ہیں تو راہ چلتے لوگ انہیں بھائی صاحب کے بجائے بہن کہہ کر پکارتے ہیں لیکن یہ بالکل برا نہیں مانتے کیوں کہ ان کے نزدیک وہ لڑکیوں سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین دکھائی دیتے ہیں اب ذرا دوسری صنف یعنی لڑکیوں کی طرف۔ ہمارے ہاں روشن خیالی نے لڑکیوں پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے کیوں کہ یہی عورتیں اپنے بال کٹوا کر بوائے کٹ کر دلیتی ہیں۔ جینز وغیرہ پہن لینا دوپٹہ جو سر پر ہونے کے بجائے گلے میں ہوتا تھا اس کا بھی رواج ختم ہو گیا ہے۔ حالیہ دنوں میرا اتفاق ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں جانے کا ہوا تو ایک بھائی صاحب جو موبائل پر مصروف تھے راستے میں غلط جگہ رکے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے مخاطب ہو کر ایک جگہ ہونے کو کہا۔ جب انہوں نے پلٹ کر مجھے دیکھا تو میں ششدر رہ گیا کہ جینز میں ملبوس اور بوائے کٹ میں بھائی نہیں بلکہ بہن جی تھیں۔ ہمارا ماحول ہماری تہذیب ہمارا کلچر اب صرف باتوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے روشن خیالی نے آج ہمارے معاشرے کے نوجوان لڑکوں کو بہن اور لڑکیوں کو بھائی صاحب کہلوانے پر مجبور کر دیا ہے اس کی اصل وجہ میڈیا جو کیبل کی صورت میں ہمارے گھر کی زینت ہے۔



## اراکین مجلس منتظمہ - بزم ادب - 2007

فون نمبر	عہدہ	نام	نمبر
0308-2011585 - 6644795	صدر	انوار احمد قریشی	1
0321-8205321 - 4524288	نائب صدر	عمران شاہد	2
0333-3627203 - 6679230	جنرل سیکریٹری	فاروق سعید	3
0300-9207775 - 5423851	جوائنٹ سیکریٹری	یاسر عرفات	4
0321-2398909 - 6342150	فنانس سیکریٹری	دانش منظور	5
0300-8243179 - 6703925	مینجمنٹ سیکریٹری	محمد فرحان شیخ	6
0346-3030692 - 6808360	پروگرام سیکریٹری	عمران ممتاز	7
0300-2177715 - 6349023	سوشل سیکریٹری	سلیم شہزاد	8
0345-2548814 - 6364915	سیکریٹری نشر و اشاعت	وسیم اقبال	9
0300-2369500 - 2002629	سیکریٹری اطلاعات	فہد متین	10
0345-3360016 - 6360150	جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری	محمد شہزاد	11
0321-8714764 - 6945644	جوائنٹ سوشل سیکریٹری	محمد اعظم	12
0345-3048684 - 6632212	جوائنٹ فنانس سیکریٹری	عبدالوہاب متین	13
0300-2054826 - 6316775	جوائنٹ پروگرام سیکریٹری 1	عمران سبحان	14
0300-8987668 - 6675649	جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری 1	محمد عدیل	15
0300-2901335 - 4925386	جوائنٹ مینجمنٹ سیکریٹری 2	معراج ذاکر	16
0333-2110667 - 6990530	جوائنٹ سیکریٹری اطلاعات	شکیل احمد	17
0300-3611645 - 6907150	جوائنٹ سیکریٹری نشر و اشاعت	فہد اشرف	18
0346-2009994 - 6902097	چیف ایڈوائزر کمیٹی	معراج الدین	19

## اظہار تشکر

جمعیت حکیمان دہلی (کراچی) نے اپنی سالہا سال کی روشن اور درخشاں روایات کو برقرار رکھتے ہوئے نوجوانوں میں ادبی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے کے لئے حسب سابق اس سال بھی 2 ستمبر 2007ء کو نئی بزم ادب کمیٹی کے لئے ایکشن کا انعقاد کرایا۔ اس ایکشن کے لئے ایکشن کمیشنر کے فرائض جناب معراج الدین صاحب نے سرانجام دیئے اور انہوں نے اس ایکشن میں حصہ نہیں لیا تھا۔ نئی بزم ادب کمیٹی کے لئے جنرل سیکریٹری کی ذمہ داریوں کے لئے راقم کا انتخاب کیا گیا۔ اگرچہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تھی جسے نبھانے کے لئے مجھے اپنے ناتواں کندھوں پر قطعاً بھروسہ نہ تھا تاہم۔ بزرگوں کی حوصلہ افزائے اور نوجوانوں کے دلولے نے میرے اندر ایسی لگن پیدا کی کہ آج مجھے اپنی کارکردگی پر بہت فخر محسوس ہو رہا ہے۔

بزم ادب کمیٹی کے تمام نو منتخب ممبران نے بزم ادب کے انعقاد کے لئے رات دن جدوجہد شروع کر دی۔ بزم ادب نے اپنے تئیں ہر زاویے سے لوگوں کی طبعی، مذہبی، معاشرتی سوچ کی ترجمانی اور تسکین کی کوشش کی ہے اور بڑے عمیق مطالعے کے بعد بزم ادب کے پروگرام کو مرتب کیا ہے کیونکہ جمعیت حکیمان دہلی کے پاس یہی ایک سنہری موقعہ آتا ہے۔ جس کی بدولت برادری کے لوگ ایک دوسرے کے بلکل قریب آ جاتے ہیں ایک دوسرے کی ترقی اور ضروریات سے آگاہی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے لئے ہمدردیاں پیدا ہوتی ہیں نئی نسل بزرگوں سے آشنا ہوتی ہے اور بزرگ نوجوانوں کی کارکردگی سے واقف ہو پاتے ہیں اور نوجوانوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملتا ہے نئی رشتے داریاں جن لیتی ہیں گویا برادری کے لوگوں میں محبتیں بکھیرنے کے لئے بزم ادب منتج محبت بن جاتی ہے۔ چنانچہ بزم ادب کمیٹی نے اس بزم کی اہمیت کے پیش نظر اسے زیادہ سے زیادہ پسندیدہ اور یادگار بنانے کی کوشش کی ہے۔ بزم ادب کمیٹی کا سالانہ میگزین ”ملن“ آپ کے ہاتھوں میں ہے ملن میں ہم نے نئی نئی اور مفید باتوں کو شائع کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے یقیناً اس سال کا ملن زیادہ مفید اور دلچسپ ثابت ہوگا۔

میں بزم ادب کے تمام شرکاء کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے بزم ادب کو حسین ترین بنانے میں ہمارے ساتھ بھر پور تعاون کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعیت حکیمان دہلی کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا کرے۔ (آمین)

طالب دعا

فاروق احمد سعید

جنرل سیکریٹری



## حاجی صاحب

ایاز منظور

جیسا کہ تحریر کے عنوان سے ہی ظاہر ہے کہ میری اس تحریر کا بنیادی کردار حاجی صاحب ہیں۔

پہلا رخ:-

حاجی صاحب کا شمار شہر کے مشہور اور کامیاب بزنس مینوں میں ہوتا ہے۔ حاجی صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ آذان ہونے سے پہلے ہی مسجد کا رخ کر لیتے ہیں تاکہ صف اول میں نماز ادا کر سکیں ان کی یہ ترتیب سارا سال یا نچوں نمازوں میں جاری رہتی۔ جن دونوں ان کی طبیعت ناساز ہوتی اور وہ مسجد کا رخ نہ کر سکتے وہ ایام حاجی صاحب کے بے چینی میں گزرتے ہیں حاجی صاحب کو خدا نے بہت سے نعمتوں سے نوازا۔ دریا دلی حاجی صاحب کی چند اہم صفات میں سے ایک ہے۔ اگر کسی کو رات گئے کسی چیز کی حاجت ہوتی تو حاجی صاحب کبھی انکار نہ کرتے جو کہ حاجی صاحب کی شہر بھر میں مشہوریت کا عین سبب تھی۔ حاجی صاحب ہر سال رمضان کا پورا مہینہ بیت اللہ میں گزارتے۔ غریبوں کو دل کھول کر مدد کرتے بے سہارا لوگوں کو سہارا فراہم کرتے ہیں اور خوب خوب عبادت کرتے ہیں۔ غرض ہے کہ حاجی صاحب دنیوی اور دنیاوی اعتبار سے بہت شہرت رکھتے ہیں۔ وہ ایک طرف کو اللہ کو خوش کرنے کے لئے وہ تمام اقدامات کرتے ہیں جس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ نہایت عبادت گزار اور خدا ترس انسان ہیں۔

جبکہ

دوسرا رخ:-

حاجی صاحب کا سارا کاروبار بینک کے قرضے سے چل رہا ہے حاجی صاحب کا گھر اور گاڑیاں بھی بینک کے پیسے کی ہیں جس کی ماہانہ قسط (سود کے ساتھ) وہ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ حاجی صاحب کے کاروبار میں سے ایک کاروبار لوگوں کو قرضہ کی فراہمی ہے۔ جس پر وہ اپنے مقرروضوں سے بھاری سود بھی وصول کرتے ہیں۔

یہ حاجی صاحب کا دنیاوی رخ ہے ایک طرف تو حاجی صاحب نہایت عبادت گزار دین دار شخصیت ہے جبکہ دوسری طرف وہ بہت بڑے بزنس مین ہیں دوران کاروبار بزنس کا سارا در و مدار بینکوں کے قرضوں سے مشروط ہے۔ اس طرح وہ اللہ کو بھی خوش کرتے ہیں اور دنیاوی طور پر خوشحال اور بلند مرتبہ والے بھی ہیں۔

اس تحریر کا مقصد کسی شخص کا مذاق اڑانا نہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں موجود ایک اہم برائی کی طرف توجہ دلوانا ہے جس برائی میں لوگ آجکل بڑی تیزی سے گرفتار ہو رہے ہیں۔

## جمعیت حکیمان دہلی کا تعلیمی جائزہ

یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتی اور خاص طور پر اپنی برادری کی تعلیمی استعداد کو دیکھ کر میں نے یہ شعبہ ایک چیلنج سمجھ کر قبول کیا فنڈ نہ ہونے کے برابر تھے اور کام بہت بڑا تھا۔ اللہ کا نام لے کر کام شروع کیا۔ تقریباً 52 طلباء و طالبات سے فنڈنی طالب تقریباً 70 روپے ماہانہ حصہ آتا۔ اب تقریباً 550 روپے ماہانہ خرچ آتا ہے اور طالبوں کی تعداد 326 ہے جن کے جملہ اخراجات کے لئے بھرپور تعاون کیا جا رہا ہے۔

آپ لوگوں کو یہ جان کر خوشی ہوگی جب یہ سلسلہ شروع ہوا تھا %50 نمبر سے زائد مارک صرف 7 طالب علموں کے تھے اور اب 326 میں سے 16 طلبانے مارک %50 سے کم اور 80 سے زائد طلباء کے %75 سے زائد ہیں میں اپنے طور پر ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا ہوں برادری کا پلیٹ فارم استعمال نہیں کرتا کیونکہ ان کی اور انکے والدین کی دل آزاری ہوگی۔ کھلے مقابلے میں اکثر یہ بچے بزم ادب کے پلیٹ فارم سے انعامات پاتے ہیں۔

اس کے لئے وسائل زکوٰۃ اور چرم قربانی ہے۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے اس کا خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ اس کام کو اور آگے بڑھایا جاسکے۔

میرے پاس ایسے لوگوں کی درخواست آتی ہیں وہ اپنے آپ کو زکوٰۃ کا مستحق نہیں سمجھتے اور تعلیم کے لئے اور چھوٹے موٹے کاروبار کے لئے قرضہ حسنہ کے طلب گار ہوتے ہیں آپ لوگوں سے درخواست ہے آگے آئیں اور جنرل فنڈ کی بنیاد ڈالیں تاکہ عزت نفس رکھنے والے بھی آپ کے تعاون سے مستفیض ہو سکیں۔

میں برادری کے دردمند اور سوجھ بوجھ رکھنے والوں سے اپیل کروں گا جسے برادری کے زکوٰۃ کا شعبہ اور تعلیم شعبہ کام کر رہے ہیں ان میں بھی اضافہ ہو اور دوسرے شعبہ بھی کام کریں۔

اس وقت برادری کی طرف سے پرائمری سے یونیورسٹی تک مالی اعانت کی جا رہی ہے اور ہم نے پرویشنل تعلیم کے لئے بھی اعانت شروع کر دی ہے اگر کوئی بچہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے اور مستحق ہے آپ ہم سے رابطہ کریں ہم اس کی ہر قسم کی مدد کریں گے۔

آپ کو ایک حقیقت کا انکشاف کراؤں کہ 27 بچے میٹرک اور Technical تعلیم حاصل کر کے عملی زندگی کا آغاز کر چکے ہیں اور اکثر ان میں سے اپنی خاندانی کفالت کا ذریعہ ہیں اور کچھ نے خود کفالت حاصل کر لی۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کئی فیملی کے حالات اچھے ہو گئے اور انہوں نے ہم سے مالی معاونت حاصل کرنا بند کر دی انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ہماری برادری اجتماعی طور پر ترقی کی طرف گامزن ہو جائے۔

روشن اختر  
سربراہ تعلیمی کمیٹی



## اپیل

جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کے ممبران سے التماس کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ کمیٹی کے ممبران کے ساتھ دل کھول کر بھرتعاون کا مظاہرہ کریں تاکہ جمعیت حکیمان کے 250 سے زائد طلباء و طالبات اور دیگر مستحقین کی مالی معاونت کی جائے۔

زکوٰۃ کمیٹی کے ممبران مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہے۔

2732109	6349347	چوہدری محمد مبین صاحب	-1
2433650	6360543	چوہدری انیس احمد صاحب	-2
2546002	5423851	امیر حسن جیلانی صاحب	-3
2437393	0303-7268888	سلیم احمد صاحب	-4
0300-2789558	6642771	روشن اختر صاحب	-5
2547551	66319117	شکیل احمد صاحب	-6
6634370	6634370	انعام الدین صاحب	-7
2765668	0321-8215668	مختار احمد شیخ صاحب	-8
2728620	6625343	ناظم الدین بقائی صاحب	-9

نسیم الدین

جنرل سیکریٹری

فون نمبر: 2-6637781 - 2735778

## ہم کون ہیں

تحریر: محمد تقی صدر جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی

1954ء میں راقم نے مجلس انتظامی جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کے زیر انتظام اور جناب محمد منصور صاحب کی زیر نگرانی

ایک میگزین بنام نشانِ راہ شائع کیا تھا جس میں دیگر مضامین کے علاوہ جمعیت حکیمان کی تاریخ سے متعلق مضامین بھی شامل کئے گئے تھے۔ یہ مضامین برادری کے سرکردہ بزرگوں مثلاً جناب حکیم امین الدین صاحب ذکائی، جناب حکیم شفیق الدین صاحب، جناب حکیم محسن الدین صاحب بقائی نے عطا کئے تھے۔ ذیل میں برادری کے نوجوانوں کی آگاہی اور بزرگوں کی یاد دہانی کے لیے ان تمام مضامین کا مختصر خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔ بقول ایک فلسفی جو تو میں اپنے اسلاف کو بھول جاتی ہیں وہ دنیا میں اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتیں۔

محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کا دور شروع ہوا۔ مختلف اسلامی ممالک سے لوگ یہاں آ کر

آباد ہوئے اور یہاں ہندو باشندوں کو مسلمان کر کے ان سے رشتے قائم کئے۔ ہماری برادری بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور مندرجہ ذیل خاندانوں پر مشتمل ہے۔

1۔ ذکائی:

ان کے مورث اعلیٰ حکیم محمد مسیحا تھے۔ وہ طہمہ اسپ شاہ صفوی شاہ ایران کے حکمائے دربار میں تھے۔ جب شیر شاہ افغان نے

ہمایوں بادشاہ کو بغاوت کر کے ہندوستان سے نکال دیا تو وہ یہاں سے بھاگ کر ایران پہنچے۔ شاہ ایران نے ان کا خیر مقدم کیا اور حکیم محمد

مسیحا کو ہمایوں اور ان کے ہمراہوں کے لیے طبیب مقرر کر دیا۔ جب ہمایوں دوبارہ سریر آرائے سلطنت ہندوستان ہوئے تو انہوں نے

شہنشاہ ایران کو لکھا کہ حکیم محمد مسیحا کو ان کے علاج کے لیے بھیج دیں۔ شاہ ایران نے حکیم محمد مسیحا کو ہمایوں کی خدمت میں بھیج دیا۔ حکیم محمد

مسیحا نے ہندوستان میں مستقل قیام اختیار کر لیا۔ ان کے خاندان میں حکیم خاقان بقاء خان ہوئے جنہوں نے ایک کتاب مجموعہ بقائی



کے نام سے لکھی جس میں نہایت مستند نسخے لکھے۔ اسی خاندان میں حکیم ذکا اللہ خان تھے جو شاہ عالم ثانی کے طبیب خاص تھے انہوں نے ایک کتاب قرابادین ذکائی کے نام سے لکھی۔ ہندوستان کے مشہور اطباء اسی کتاب کے خوشہ چین تھے۔ اسی خاندان میں حکیم امام الدین خان تھے جو ایک جہید عالم طبیب محلات اور بادشاہ کے طبی مشیر تھے۔ ان کے ہزاروں شاگردوں میں سرسید احمد خان، مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور ڈپٹی نظیر احمد بہت مشہور تھے ذکائی خاندان کے ایک اور بزرگ شاہ سید عبداللطیف عرف امام تبرے گزرے ہیں۔ ان کا مزار روالپنڈی میں ہے اور ہر سال عرس ہوتا ہے۔

2- بھائی:

قصبہ اپرمن مضافات خراسان میں ایک شخص تھے۔ وہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور آنکھوں کے معالج تھے۔ شاہ محمد اسماعیل ایک دوراندیش اس قصبے میں آئے اور وہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کی اولاد ابتدائی زمانہ سے قصبہ اپرمن چھوڑ کر لاہور میں آکر آباد ہو گئی۔ ان کی اولاد میں حکیم بقاء اللہ ہوئے ہیں ایک اور صاحب تھے جو حکیم اوڑھنی والوں کے نام سے مشہور تھے ان کی اولاد سکندرہ ضلع علیگڑھ میں رہتی تھی۔ جب شاہ عالم بادشاہ کی آنکھیں نکالی گئیں تو ان کی آنکھوں میں بہت تکلیف ہوئی اور کسی کے علاج سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا۔ یہ خبر سن کر حکیم بقاء اللہ اور حکیم اوڑھنی والے لاہور سے دہلی آئے اور بادشاہ کا علاج کیا جس سے بادشاہ کو شفاء ہوئی۔ بادشاہ نے ان کو کافی انعام و اکرام دیا اور ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں۔ حکیم اوڑھنی والوں کی اولاد سکندرہ میں جا کر آباد ہو گئی اور حکیم بقاء اللہ کی اولاد دہلی میں حوض قاضی میں آباد ہو گئی۔ ان کی اولاد میں حکیم حسام الدین عرف بھٹلے صاحب بہت مشہور و معروف طبیب گزرے ہیں بادشاہ کی طرف سے ان کو حسام الدولہ کا خطاب ملا تھا۔

3- خاندان حکیم نور الدین المعروف پہاڑی والے:

دو بھائی محمد پناہ اور محمد صالح کے نام سے گزرے ہیں دونوں جید عالم اور نامور اطباء تھے محمد صالح کے پوتے نور دین تھے جو شاہ عالم کے زمانہ میں وزیر صحت تھے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی جو بڑے اخوند جی کے نام سے موسوم تھے اسی خاندان کے فرد تھے۔ وہ بادشاہ کی طرف سے ہر جمعہ کو جامع مسجد میں وعظ و نصیحت کرنے پر معمور تھے ان کے جانشین محمد عمر صاحب اخوند جی بہت مشہور بزرگ اور عالم

گزرے ہیں۔

4- عطاران:

عرب کا ایک خاندان گردش روزگار سے گھومتا گھومتا غزنی اور ایران کے راستے لاہور پہنچا اور وہیں رہائش اختیار کی اس خاندان کے ایک طبیب غلام جیلانی نے شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا کی کتاب قانون الشیخ کی شرح عربی زبان میں لکھی۔ ان کی اولاد میں حکیم عبدالقادر اپنے زمانے کے مشہور طبیب تھے وہ نواب دکن کی بیگم کا علاج کرنے کے لیے دکن بلائے گئے وہاں ان کو بیگم کے پاؤں کی فعد کھولنی پڑی۔ بیگم صاحبہ فعد کھلوانے کے لیے راضی نہیں تھیں حکیم صاحب نے کہا اچھا میں دواؤں کی راکھ سے ایک پاؤں بنا دیتا ہوں آپ اس پر پاؤں رکھ کر کھڑی ہو جائیں۔ بیگم اس بات پر راضی ہو گئیں۔ حکیم صاحب نے پاؤں بنا کر اس میں ایک نشتر چھپا دیا۔ جب وہ اس پر کھڑی ہو گئیں نشتر اس رگ میں لگ گیا جس کو کھولنے کی ضرورت تھی اور خون بہنے لگا اور بیگم کو شفاء ہوگی۔ اس علاج سے ان کا بہت شہرہ ہوا اور نواب نے کافی انعام دیا اس۔ کہ احمد وہ لاہور واپس آگئے جب پنجاب میں انقلاب رونما ہوا تو رنجیت سنگھ کے زمانے میں مسلمانوں پر بڑے مظالم ڈھائے گئے یہ خاندان بھی اس کی زد سے نہ بچ سکا اور دہلی آ گیا۔ یہ خاندان خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے ہے۔

5- خانم کے بازار والے:

محمد اعظم اور محمد عظیم دو بھائی تھے۔ مذہب ان کا ہندو اور ذات کھتری تھی۔ حضرت شاہ علاوہ الدین صابر کیلوی کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور لاہور میں رہتے تھے مسلمان ہونے کے بعد دہلی آئے۔ اس وقت علاؤ الدین خلجی کی حکومت تھی وہ کچھ تحائف لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے لاہور کے صوبے دراکے نام ایک پروانہ دیدیا کہ ان کے ساتھ کافی مراعات کی جائیں۔ وقتاً فوقتاً اس خاندان کے افراد دہلی آ کر خانم کے بازار میں آباد ہو گئے۔ ان میں محمد بخش عرف بخشو بہت معروف تھے اور چینی اور شیشے کے برتنوں کا کاروبار کرتے تھے بادشاہ کی طرف سے ان کو ملک التجار کا خطاب ملا ہوا تھا اور بہادر شاہ کے پیچھے ان کو کرسی ملتی تھی۔ شاہی توشہ خانہ کے لیے چینی اور شیشے کے ظروف کا انتظام وہ ہی کیا کرتے تھے۔ خانم کے بازار میں ان کی عالیشان دوکان تھی جہاں سے



شہزادے اور امراء سامان خریدتے تھے۔

غدر کے بعد جب خاندان مغلیہ کا چراغ گل ہو گیا اور انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی تو شہری انتظام کے لیے انگریزوں نے شہر کے رؤساء اور اکابرین کی ایک کمیٹی بنادی اور ان کو بھی کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا۔ انہوں نے اس اعزاز سے معذرت کر لی اور ڈپٹی کمشنر نے ان پر ایک اشرفی جرمانہ کر دیا۔ وہ ایک اشرفی دیکر چلے آئے جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اصلی عزت میرے لیے وہ تھی جب میں بادشاہ کے پیچھے کرسی پر بیٹھتا تھا۔ انگریزوں کی دی ہوئی عزت میرے لیے نمک حرامی ہے اس خاندان کے سلسلے میں ایک اور خاندان ہے جو چھپرے والے کہلاتا ہے اس کے مورث اعلیٰ یا محمد تھے وہ ہندو راجپوت تھے اور مہاراجہ کشمیر کے بھائی تھے مسلمان ہونے کے بعد خانم کے بازار میں دوکان کی اور خانم کے بازار والے کہلائے۔

مندرجہ بالا خاندانوں کے باہمی ارتباط سے ہماری برادری کا قیام عمل میں آیا پیشہ کے لحاظ سے اس میں اکثر حکیم اور عطار تھے اور خانم کے بازار والوں نے بھی اکثر پیشہ عطاری اختیار کیا اور اس قوم کا نام قوم عطار و حکیمان پڑا۔ پاکستان آنے کے بعد اس کا نام جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کر دیا گیا۔ پاکستان کے قیام میں ہماری برادری کے افراد نے بھی دوسرے مسلمانوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دی ہیں اور خدمت کی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہماری برادری کی غالب اکثریت دہلی سے منتقل ہو کر پاکستان آ گئی۔ ہماری برادری کا اسی فیصد حصہ کراچی میں آباد ہے اس کے بعد حیدرآباد، راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور، پشاور، سکھر، جہلم، ڈیرہ اسماعیل خان، فیصل آباد اور ملتان میں بھی برادری کے افراد آباد ہیں۔ ہماری برادری کو قائم رکھنے میں جو مقناطیسی قوت کار فرما ہے وہ ہے برادری میں مناکحت اور یہی برادری کے دستور کا جزو اعلیٰ ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ  
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

# دہلی حکیمان کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی

601 امیرہ سینٹر۔ شاہراہ عراق صدر۔ کراچی۔

فون نمبر: 2637521 - 5673373

## نوٹس میٹنگ

جملہ ممبران جمعیت حکیمان دہلی کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ سوسائٹی کی سالانہ میٹنگ (جنرل باڈی) کا اجلاس مورخہ 21 اکتوبر 2007 بروز اتوار بوقت گیارہ بجے صبح بمقام: اقراء مریم روضۃ الاطفال (ٹرسٹ) نزد تاج آئی ہسپتال (طاہر ویلا چورنگی) کراچی میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کی صدارت سوسائٹی کے صدر جناب مختار احمد شیخ کریں گے۔

تمام ممبران سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اجلاس کے اختتام پر طعام کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

جنرل سیکریٹری

دہلی حکیمان کو آپریٹو

ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی



## معراج الدین بزم ادب کی تاریخ ساز شخصیت



معراج الدین سابق صدر بزم ادب کے نام سے برادری کا کون شخص واقف نہیں۔ اپنی کئی سالوں کی انتھک محنت جدوجہد اور جفاکشی کے سبب بزم ادب کمیٹی میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ بزم ادب کمیٹی میں گزشتہ کئی سالوں سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور گزشتہ سات سال سے بزم ادب کے مسلسل صدر منتخب ہوتے آرہے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ معراج الدین بزم ادب کی پہچان بن چکے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ گزشتہ سات سالوں سے مسلسل صدر منتخب ہونے کے باوجود انہوں نے اس بار انتخابات میں حصہ نہیں لیا اور نئے کام کرنے والوں کو اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع فراہم کیا۔ معراج الدین نے بزم ادب کمیٹی میں ہر نئے آنے والے کے ساتھ انتہائی شفقت کا برتاؤ کیا اور اس کی مسلسل رہنمائی کرتے رہے۔ ان کی یادگار خدمات کے عوض بزم ادب کمیٹی 2007 نے معراج الدین کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے انہیں چیف ایڈوائزر کمیٹی کے عہدے کیلئے نامزد کیا اور اراکین کی بھرپور تائید سے انہیں خصوصی طور پر بزم ادب کمیٹی 2007 کا چیف ایڈوائزر منتخب کر لیا گیا۔

## معاونین تحائف

مجلس منتظمہ بزم ادب مندرجہ ذیل افراد/اداروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے بچوں کے تحائف کیلئے ہمارے ساتھ تعاون کیا۔

### فیشن گارمنٹس

شاپ نمبر 11، منصور مارکیٹ، حیدری کراچی۔ فون نمبر: 6642202

### کاشان اسٹیٹ ایجنسی

دوکان نمبر A-09، بلاک 1، فائرہ ایونیو ایف۔ ایل۔ ون (ST-11) نارتھ کراچی۔ فون: 6979381

### متین اسٹیشنرز

3 مرادخان روڈ، میریٹ روڈ، کراچی۔ فون: 2435952

### رضوان اسٹیشنرز

چھانٹی لائن، میریٹ روڈ، کراچی۔ فون: 2440459-4230775

### لیب ٹیسٹ

ڈی 4، بلاک A، نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون: 6634435 - 6639781

نارتھ کراچی برانچ 6978478 - 6978477

### امیر حسن جیلانی - عزیز حسن جیلانی

جوڑیا بازار کراچی۔ فون: 2546002 - 2542954 - 0300-9207775



## حکمت الہی

سعدیہ عارف۔ ثوبیہ عارف بفرزون

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا:

”اے پروردگار کیا ہی اچھا ہوتا اگر دنیا میں چار چیزیں ہوتیں اور چار چیزیں نہ ہوتیں۔“

۱۔ زندگی ہوتی، موت نہ ہوتی۔

۲۔ جنت ہوتی، دوزخ نہ ہوتی۔

۳۔ امیری ہوتی، غریبی نہ ہوتی۔

۴۔ صحت ہوتی، بیماری نہ ہوتی۔

## غیب سے آواز آئی: اے موسیٰ!

۱۔ اگر زندگی ہوتی موت نہ ہوتی تو میرا دیدار کیسے ہوتا!

۲۔ اگر جنت ہوتی دوزخ نہ ہوتی تو میرے عذاب سے کون ڈرتا!

۳۔ اگر امیری ہوتی غریبی نہ ہوتی تو میرا شکر کون ادا کرتا!

۴۔ اگر تندرستی ہوتی بیماری نہ ہوتی تو مجھے کون یاد کرتا!

حضرت موسیٰ نے نہایت عاجزی سے تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے!

## حُسن

۱۔ چہرے میں نہیں حیا میں ہوتا ہے۔ ۲۔ آنکھوں میں نہیں سوچ میں ہوتا ہے۔

۲۔ لبوں میں نہیں لہجے میں ہوتا ہے۔ ۳۔ باتوں میں نہیں خیالات میں ہوتا ہے۔



## ماں کی دعا (حکایت نوادر قیوٹی) نفیس احمد قریشی

حضرت شیخ احمد شہاب الدین قیوٹی کا لقب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن دریا پر سے گذرے تو آپ نے ہوا کی وجہ سے دریا میں ہولناک موجیں اٹھتی ہوئی دیکھیں تو انہیں حکم دیا۔ وہ ٹہر گئیں پھر آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ وہ پانی میں غوطہ لگائیں تاکہ وہ نیچے کا حال دیکھیں۔ اس کے بعد جنوں نے یکے بعد دیگرے غوطے لگائے تو اس میں نہایت چمکدار موتیوں کا قبہ دیکھا۔ لیکن اس میں دروازہ نہ تھا۔ جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بات کی خبر دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو نکالنے کا حکم دیا۔ جنوں نے اس کو نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھا تو آپ کو بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ قبہ فوراً شق ہو گیا۔ دروازہ کھلا تو کیا دیکھتے ہیں۔ اس میں ایک نوجوان بحالت سجدہ موجود تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو فرشتوں میں سے ہے یا جنوں میں سے ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں انسانوں کی جنس میں سے ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے یہ مقام کس عمل سے پایا۔ تو اس نے کہا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور حسن سلوک کرنے سے اس لئے کہ میری ماں بوڑھی تھی۔ میں اس کو پیٹھ پر لادے رہتا تھا۔ اور ان کی یہ دعا تھی کہ اے میرے معبود! میرے بیٹے کو سعادت عطا فرما اور میرے مرنے کے بعد اس کی جگہ ایسے مقام پر بنا جو نہ زمین پر ہو اور نہ آسمان پر۔ چنانچہ جب میری ماں فوت ہو گئی تو میں دریا کے کنارے گھوم رہا تھا میں نے ایک سفید موتی کا قبہ دیکھا اور جب میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لئے پھٹ گیا چنانچہ میں اس کے اندر داخل ہو گیا۔ جو کہ قدرت الہی سے مجھ پر بند ہو گیا اور مجھے معلوم نہیں کہ میں زمین میں ہوں یا آسمان میں! اللہ تعالیٰ مجھے اسمیں رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تیرے پاس رزق کیسے آ جاتا ہے۔ اس نے کہا جب میں بھوک ہوتا ہوں تو ایک درخت نمودار ہوتا ہے اسمیں پھل نکلتا ہے اور اس سے دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے۔ پس میں کھاتا ہوں اور پیتا ہوں۔ جب سیراب ہو جاتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا تم رات کو کیسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا جب صبح صادق ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے اس قبہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اس کے ذریعے سے میں دن رات کو پہچانتا ہوں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی وہ قبہ بند ہو کر شتر مرغ کے انڈے کی طرح ہو گیا اور دریا کی سطح میں لوٹ گیا۔



## ذیابیطس کیلئے ہر ورزش مفید

یونیورسٹی آف ساؤتھ کیلی فورنیا کی تحقیق کے مطابق ہر قسم کی ورزش، ذیابیطس کیلئے مفید ہوتی ہے اور ورزش کرنے والوں کیلئے انسولین کی کم مقدار درکار ہوتی ہے۔

اگرچہ سخت قسم کی ورزشیں زیادہ مفید ہوتی ہیں لیکن باقاعدگی سے صرف چلنے (واک) کی ورزش سے بھی یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تحقیقی رپورٹ کے مطابق ورزش کی کمی سے جسم میں پیدا ہونے والی انسولین نا کافی ثابت ہونے کی وجہ سے ذیابیطس قسم دوم کا خطرہ اور مرض شدت بڑھ جاتی ہے۔

یونیورسٹی کے اس مطالعے میں شریک 40 سے 69 سال کے 467 مرد و خواتین میں ایسے افراد بھی تھے کہ جنہیں یہ مرض نہیں تھا اور ایسے بھی کہ جو ذیابیطس کی ہلکی سکائیت کے مریض تھے۔

اس سے پہلے کے ایسے مطالعوں سے یہ تو ثابت ہو گیا تھا کہ سخت قسم کی ورزش سے جسم میں انسولین کی درکار مقدار میں کمی ہو جاتی ہے، لیکن اس مطالعے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ محض 30 منٹ تک واک کرنے کی بہ ظاہر معمولی اور ہلکی ورزش ہفتے میں 5-6 دن کرتے رہنے سے بھی سخت ورزش جیسا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ امریکن ڈیابیطک ایسوسی ایشن نے بھی توثیق کی ہے کہ آدھے گھنٹے کی باقاعدہ واک سے بھی خون میں شکر کی سطح کم رکھی جاسکتی ہے۔

# رونا اور گانا کسے نہیں آتا

(محمد عامر)

مثل مشہور ہے گانا اور رونا کسے نہیں آتا۔ کہتے تو ہیں، لیکن جہاں تک اسے کر دکھانے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معاملے میں بالکل پھسڈی واقع ہوئے ہیں۔ ”ہم“ سے میری مراد ساری انسانی برادری ہے کبھی آپ نے اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ جوں جوں ہم عمر میں بڑے ہوتے جاتے ہیں گانا تو خیر کبھی کبھی سن لیتے ہیں اور کوئی قریب نہ ہو تو گانا بھی لیتے ہیں جیسے کبھی کبھی نہانے کے کمرے میں یا کسی سنان سٹرک پر چلتے ہوئے لیکن رونا جو ہمارے بچپن کا ایک اس مرغوب و محبوب مشغلہ ہے اب پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا بڑے ہو کر اسے قریباً بھلا دیا جاتا ہے ابھی کل ہی میرے ایک دوست ذکر کر رہے تھے کہ آخری بار جب وہ روئے تھے اس موقع کو اب قریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دن میرے ایک قریبی دوست کی موت ہوئی تھی۔ پھر میری طرف دیکھ کر ایک آہ بھر کر کہنے لگے ”آج کل نہ تو کوئی عزیز دوست مرتا ہے نہ کسی رشتے دار کی موت ہوتی ہے، تا کہ چار آنسو بہا کر جی ٹھنڈا کر لیا جائے۔ کبھی کبھی یوں ہی رونے کو جی چاہتا ہے لیکن پھر سوچتا ہوں لوگ کیا کہیں گے۔“

رونا کیوں اس قدر نا پسندیدہ فعل سمجھا جاتا ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے ہر شریف انسان اسے برا سمجھتا ہے اور بزدلی کی نشانی۔ حالانکہ رونا ایک فطری فعل ہے بلکہ انسان کا سب سے پہلا فطری فعل اور اکثر حالتوں میں سب سے آخر بھی گانا بے شک ایک اکتسابی فعل ہے لیکن رونا اس سے ہزار درجہ بہتر بچپن میں ہم گاتے کم تھے اور روتے بہت بچپن میں جب ہم روتے تھے تو اکثر بار پچکارنے پر بھی چپ نہ ہوتے تھے بلکہ کوئی لوگ پچکارتے بھی نہ تھے۔ وہ کہتے تھے اچھا ہے خوب رویے رونا بچوں کیلئے مفید ہے لیکن اب عجیب حالت ہے اگر کوئی شخص جذبات سے مغلوب ہو کر آبدیدہ ہو جائے تو لوگ اسے بزدل، زانا، مزاج پست کہہ دیتے ہیں اگر کسی بے چارے کی آنکھوں سے دو چار آنسو ٹپک پڑیں یا ایک آدھ ہلکی چیخ بھی منہ



سے نکل جائے تو اسے ہیجرا کہ دینے میں کوئی تامل نہیں آخر بات کیا ہے؟ ایک بات جو بچوں کے لیے مفید ہے وہ یہ ہے کہ ان آدمیوں کے لیے جواب بچے نہیں ہیں، کیسے مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

حکیم بتاتے ہیں کہ رونا بچوں کے لیے مفید ہے، کیوں کہ اس سے چھاتی کھلتی ہے پھیپڑے مضبوط ہوتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر آنکھ کی پتلیوں کو صاف کرتے ہیں ناک کے نتھنوں سے زبردستی جاری ہو کر باقاعدہ تنفس جاری ہوتا ہے رونے سے عضلات اور ریشوں کو بھی تقویت پہنچتی ہے الغرض رونا کشتی کے بعد دوسری بہترین ورزش ہے پھر اس سے محض بچے ہی کیوں فائدہ اٹھائیں سوال یہ ہے کہ کیا ہمیں چوڑی چھاتیوں اور مضبوط پھیپڑوں کی ضرورت نہیں میرے خیال میں اگر بچپن میں ان چیزوں کی ضرورت تھی تو اب جوانی یا بڑھاپے میں تو اس کی ضرورت بہت شدید ہو جاتی ہے غالباً بچوں کو دن رات رونے کی ہی وجہ سے تپ دق نہیں ہوتی اگر ہم لوگ بھی دن میں دو تین گھنٹے رو لیا کریں تو جہاں پھیپڑے مضبوط ہوں گے وہاں نہ دمہ ہوگا نہ زکام آنکھوں کی بینائی بھی ٹھیک رہے گی کتنے بچے چشمے لگاتے ہیں اور کون سا بوڑھا یا جوان ہے جو چشمے کی حاجت نہیں محسوس کرتا لوگ اپنی صحت برقرار رکھنے کے لیے سدھ مکردھوج گولڈ پلز مالعم، شربت فولاد استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ان قیمتی دواؤں کے بجائے وہ قدرت کے پیش قیمت ترین اصول برتیں اور دن میں صرف ایک آدھ گھنٹے جی بھر کر رو لیا کریں تو جہاں جسم طاقتور رہے گا وہاں دن بھر دل میں امن سکون بھی رہے اور وہ انتشار جو اس بیسویں صدی میں ہر فرد کے دل میں پایا جاتا ہے خود بہ خود مٹ جائے گا۔

یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ رونا صحت کے لیے کس قدر مفید ہے۔ رونا جسم کی غذا ہے نہ صرف جسم کی بلکہ روح کی غذا ہے۔ ایسی مفید عادت کے لیے اور اسے بڑے پیمانے پر رائج کرنے کے لیے عالم گیر پروپیگنڈے کی ضرورت ہے اس کے لیے جگہ جگہ ادبی مجلسوں کی طرح رونے کی مجلسیں قائم کی جائیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں رونا لازمی مضمون قرار دیا جائے۔ ایسی فلمیں دکھائی جائیں جہاں بڑے بڑے آدمی رو رہے ہوں مثلاً ہٹلر مسولینی چیانگ کائی ہیک بڑے بڑے آدمیوں کو اس طرح دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھ کر عوام پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور وہ بھی بے اختیار رونے لگ جائیں گے ذرا تصور کیجئے ایک بڑا سا سینما ہال ہے جہاں ہزاروں آدمی بیٹھے ہوئے زور زور سے رو رہے ہیں کتنا خوب صورت منظر



ہوگا۔ یہ آپ کے شاعرانہ جذبات کو متحرک نہیں کرتا؟ یا پھر ہاکی کشتی، فٹ بال کی طرح رونا بھی بہ طور ایک ورزش سکھایا جائے۔ ہر شام کو شہروں اور دیہاتوں کے قریب میدانوں میں لاکھوں آدمی کھڑے کیے جائیں جو چیخیں مار مار کر روئیں اور اپنی صحت کو بہتر بنالیں اچھے اچھے رونے والوں کے رکارڈ بھرے جائیں ملکہ موسیقی کی طرح ”ملکہ گریہ“ رونے کا باشدہ“ وغیرہ وغیرہ۔ اس پروگرام کو مقبول عام بنانے کے لیے سیکٹروں طریقے برتے جاسکتے ہیں صرف نمونے کے لیے چند ایک یہاں درج کیے جاتے ہیں تاکہ سند رہے باقی طریقوں کے لیے ڈیڑھ روپے کے ٹکٹ بھیج کر راقم سے خط و کتابت کریں۔

رونے کی مختلف قسمیں ہیں۔ بچوں کا رونا تو آپ دیکھ چکے ہیں لیکن بعض بچے بہادر اور دلیر ہوتے ہیں وہ اکثر گھنٹوں کیا کئی کئی دن روتے رہتے ہیں کھانا بھی کھاتے ہیں کھیتے بھی ہیں اور درمیان میں ہچکیاں لے لے کر لگاتار روتے رہتے ہیں۔

میں ایسے بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ سوچتا ہوں کہ بڑے ہو کر یہ کیا نہ کر سکیں گے۔ یوں بھی تو بذات خود یہ کوئی کم کار نامہ نہیں اور میں تو اسے اتنی ہی اہمیت دیتا ہوں جتنی کہ واٹر لوکی لڑائی فرانس کے انقلاب اور سکندر کے حملے کو دی جاسکتی ہے۔

لڑکپن کا رونا ایسا ہے جیسے برسات کی بارش ذرا استاد نے دو چار بید لگا دیے تو رورو کر جھڑی لگا دی ادھر ماسٹر صاحب نے پچکارا ادھر تبسم نما آفتاب نکل آیا پل میں بارش، پل میں دھوپ، لیکن ایک رونے پر ہی کیا موقوف ہے لڑکپن میں ہر کام ایسا ہوتا ہے عجلت پسندی اور غیر مستحکم ارادوں کا بس ان کا نام لڑکپن ہے اور شباب تو اس سے بھی بہتر ہے اول تو جوان ہو کر لوگ روتے ہیں نہیں تو بہت کم اور اس جگہ جہاں نہ کوئی دیکھ پائے نہ سن سکے۔ جیسے کسی گناہ قبیحہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یوں ہی کبھی کبھی رسما ”آنکھوں سے دو چار آنسو ٹپکا دیے جاتے ہیں اور کبھی کبھی کوئی دبی ہوئی چیخ لیکن شاذ نادر۔

بڑھاپے میں بعض لوگ روتے ہیں مگر اس طرح روتے ہیں کہ خواہ مخواہ ہنسی آجائے بھلا یہ بھی کوئی رونا ہے کہ ہو ہو کر کے لبوں پر جھاگ لاکر آنسوؤں سے سفید سفید داڑھی کو تر کر لیا داناؤں نے ٹھیک کہا ہے کہ بڑھاپے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔

اور یوں بھی تو اس میں بوڑھوں کا کیا قصور ہے دراصل یہ لوگ اتائی ہوتے ہیں رونے کے فن سے بے بہرہ ہوتے



ہیں اگر رونا انہوں نے بہ طور فن یا ورزش کے سیکھا ہوتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

رونا ایک فن ہے، رونا ایک ورزش ہے، رونا ایک آرٹ ہے۔ موخر الذکر کو بچوں اور عورتوں نے خوب سمجھا ہے اور اپنایا ہے۔ میں نے وہ بچے دیکھے ہیں جو اس طرح سسکیاں بھر بھر کر روتے ہیں کہ آدمی کا جی خود بہ خود ان کی طرف کھینچ جاتا ہے، دل میں ترحم اور ہمدردی کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے اور وہ انہیں بازوؤں میں اٹھا کر پچکارنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور عورتیں؟ رونا کے آرٹ۔ کو اگر دنیا میں کسی نے بہترین صورت میں پیش کیا تو وہ عورت ہے عورت کے رونا سے ملکوں اور قوموں کی تاریخ میں انقلاب برپا کر دیے ہیں۔ ایک قلو قطرہ ایک ہیلن ایک مسز سپسن آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کی تاریخ مختلف ہوتی اگر تاریخ کے ہر صفحے پر کس عورت کے آنسو نہ ٹپک پڑتے یوں بھی عورت کے آنسوؤں کی بدولت کروڑوں گھروں میں ہر ساتویں دن ایک معاشرتی انقلاب آ جاتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کم بخت مرد رونا نہیں جانتے اور عورتیں آنسو بہا کر ہمیں ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لیتی ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ دنیا کے مرد انہیں اور اپنی آزادی کے لیے جدوجہد کریں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس دام فریب کو پارہ پارہ کر دیا جائے کہ جس نے ہم غریب مردوں کو جکڑ رکھا ہے۔ اٹھو مجاہدو! اٹھو سرفروشو منایا در ہے کہ ہماری آزادی کی بہترین صورت رونا ہے، خوب روہے جی بھر کر روؤ دن میں بار بار روؤ اگر عورت کے چار آنسو دنیا میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں تو مرد کے آنسو کیا نہ کر سکیں گے۔

## رنگ ہی رنگ

## بزم ادب کے سنگ



## کام اور تھکن

(بفرزون شہاب احمد)

آج کل آپ جہاں لوگوں کو کام کے ہجوم یا کثرتِ کاری شکایت کرتے ہوئے پائیں گے اور کام کی زیادتی سے تھکن سے پُور ہو جانے کی باتیں سنیں گے، وہیں نوجوانوں کے متعلق یہ خیال بھی بہت عام ہے کہ ان میں کام اور محنت سے جی چرانے کی عادت پیدا ہو رہی ہے۔ عام آدمی کیلئے ان مختلف و متضاد باتوں کے درمیان ربط و توازن پیدا کرنا اور صحیح نتیجے پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا ذہن الجھ کر رہ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ یہ کہنے میں ہی اپنی بچت سمجھتا ہے کہ ”اللہ بہتر جانے!“ کیا اتنے اہم مسئلے کو جس کا تعلق صرف انفرادی زندگیوں کی کامیابی یا ناکامی سے ہی نہیں بلکہ یہ مسئلہ قومی اور اجتماعی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، ذہنی لا تعلقی اور بے توجہی کا شکار ہونے دیں گے۔ نہیں یقیناً نہیں بلکہ آپ اس کی قومی ذمہ داری ہے کہ آپ اس پر غور کریں۔

والیٹرنے کہا تھا: ”اگر تم خودکشی کرنا نہیں چاہتے تو اپنے لیے کوئی کام تلاش کر لو! چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو!“ جب آپ کسی سے کثرتِ کاری شکایت سنیں تو حقیقت میں ننانوے فی صد صورتوں میں کہ کام کی کمی کو کثرتِ کاری شکایت کا سبب ہوگی۔ مجھے اس میں شبہ نہیں ہے کہ اکثر لوگ اپنی صلاحیتِ کار کا دسواں حصہ بھی صرف نہیں کرتے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ تھوڑا سا کام بڑھا اور وہ ان کے دماغ پر بار بن گیا۔ اُسے نمٹانے کے بجائے زیادتی کاری دہشت ان کے ذہن پر مسلط ہو گئی۔ رہی سہی قوت بھی جواب دے گئی اور ان کا وقت کام سے زیادہ شکایت یا اس کا موقع بھی نہ ملے تو ”خودحسی“ میں صرف ہونے لگا۔ اگر یہ شکایتیں صحیح ہوں تو یہ ہمارے لئے انفرادی و اجتماعی دونوں اعتبار سے خوش قسمتی کی بات ہوگی۔

ایک صاحب دن بھر دفتر میں کام کرنے کے بعد گھر پہنچے، خستہ و در ماندہ، بہ مشکل کپڑے وغیرہ تبدیل کیے اور بستر پر گر پڑے۔ گھر کے کئی کام تھے جو ان کی ہمت کے طالب تھے، لیکن ہمت آتی کہاں ہے؟ آخر ”انسان ہوں پیالہ وساغر نہیں ہوں میں۔“ اتفاق سے بیوی نے ایک خط دیا جو دوپہر کو ڈاکیا دے گیا تھا۔ کھولا، پڑھا اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ان کا ایک عزیز



دوست شام کی گاڑی سے آنے والا تھا۔ جلدی جلدی منہ ہاتھ دھویا، تیار ہو کر اسٹیشن جا پہنچے۔ دوست کی آمد کی خوشی میں تھکن بالکل بھول گئے۔ رات بارہ بجے تک اس کی خاطر مدرات اور خوش گپیوں میں مصروف رہے۔ آرام کا اب کیا سوال تھا۔ دوست نے کئی مرتبہ کہا بھی کہ آپ آرام کیجیے، لیکن ہر مرتبہ انہوں نے ”ہونہہ“ کہہ کر ٹال دیا۔

یہ ایک واقعہ نہیں ہے روزمرہ آپ ایسے کتنے ہی واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر ان صاحب سے دفتر میں کہا جاتا کہ فلاں کام سے اسٹیشن چلے جائیے تو ان کا جواب، تھکن ہوتا۔ بات کیا ہوئی؟ ان کے جسم و دماغ میں طاقت تھی جب ہی تو وہ دوست کو لینے گئے اور بارہ بجے رات تک اس کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ اگر دفتر کے کام سے بھی ان کو دل چسپی ہوتی اور اس میں بھی وہ لطف لیتے تو وہ اس سے دو گنا کام کر کے بھی اتنے نہ تھکتے۔

بات یہ ہے کہ ہمارے جسم سے زیادہ ہمارا دماغ تھکن محسوس کرتا ہے۔ چونکہ جسم تابع ہے دماغ کے، اس لئے جسم بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ دماغ تھکتا نہیں ہے، بلکہ نفسیاتی طور پر تھکن کا احساس ہوتا ہے اور اس کی وجہ بے اطمینانی، عدم دلچسپی اور الجھنیں ہوتی ہیں۔

## اگر آپ کو:

- ۱۔ کام میں دلچسپی ہو۔
- ۲۔ اپنے مزاج، مذاق اور معیار کے مطابق کام کرنا ہو۔
- ۳۔ کام سے نفرت نہ ہو۔
- ۴۔ مناسب معاوضہ (مالی یا اعتراف و تحسین کی شکل میں) ملنے کی توقع ہو۔
- ۵۔ اس کام کے ذریعے سے خوشی، خوشحالی اور مستقبل کا تحفظ حاصل ہوتا ہو۔

تو بہت زیادہ کام کر کے آپ کو تھکن نہ ہوگی اور آپ کام کو:

- ۱۔ دلچسپی سے کریں گے۔
- ۲۔ تیزی سے مکمل کرنے کیلئے اپنی پوری قوتیں صرف کر دیں گے۔

- ۳۔ خوبی اور جدت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔
- ۴۔ مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی راہیں نکال لیں گے۔
- ۵۔ کام ایسی ترتیب اور نظم سے کریں گے کہ ایک طرف کام کی زیادتی نہ معلوم ہو اور دوسری طرف وہ بہ آسانی تکمیل پا جائے۔

**تھکن سے بچنے اور کام کو خوبی، تیزی اور مستعدی سے کرنے کے چند اصول یہ ہیں۔**

- ۱۔ کام میں دلچسپی پیدا کیجئے۔
  - ۲۔ دلچسپی پیدا نہ ہو تو اپنا کام بدل لیجئے اور اپنے مذاق کا کام تلاش کر لیجئے۔
  - ۳۔ نوعیت کے اعتبار سے کاموں کو تقسیم کر لیجئے۔
  - ۴۔ ایک کام سے طبیعت اکتا جائے تو ذائقہ بدلنے کے لئے دوسری نوعیت کا کام ہاتھ میں لے لیجئے۔
  - ۵۔ مناسب وقفوں کے بعد چند منٹ آرام کر لیجئے۔
  - ۶۔ کئی کام پیش نظر ہوں تو ان کو ایک کاغذ پر فہرست بنا لیجئے۔
  - ۷۔ مختلف کاموں کو صحیح ترتیب دے لیجئے اور اسی ترتیب سے ان کی تکمیل کیجئے۔
  - ۸۔ سہل کام پہلے اور مشکل کام بعد میں کیجئے۔
  - ۹۔ ایک کام کے دوران میں دوسرے کام کے متعلق نہ سوچئے۔ اگر کوئی دوسرا کام یاد آ جائے تو اس کو لکھ کر رکھ لیجئے۔ تاکہ اطمینان اور یکسوئی حاصل ہو جائے۔
  - ۱۰۔ کام پورا ہونے کے بعد جو سکون، خوشی اور اطمینان حاصل ہوگا، اسے یاد رکھیئے۔
- دراصل آدمی کام کی زیادتی سے نہیں تھکتا بلکہ کام نہ کرنے یا کام نہ ہونے سے تھکن پیدا ہوتی ہے، اسی لئے مصروف آدمی زیادہ کام کرتے اور زیادہ پرسکون و خوش دلی کی زندگی گزارتے ہیں۔



عمیر اقبال (پاپوش)

## انٹرنیٹ اور نسل نو

موجودہ دور کو انفارمیشن کا دور کہا جاتا ہے دنیا آگے ہی آگے کی جانب رواں ہے۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے حوالے سے نئی تحقیقات و ایجادات بالخصوص پاکستانیوں کا کتنا حصہ ہے صد افسوس کہ جواب نہایت مایوس کن ہے ہمارے ہاں ستر فیصد نوجوان انٹرنیٹ و کمپیوٹر محض عیاشی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مثبت استعمال کا خیال خال خال لوگوں کو ہی آتا ہے۔ گزشتہ دنوں انٹرنیٹ پر سر دے کیا گیا کہ عموماً نوجوان نیٹ کا استعمال کس مقصد کیلئے کرتے ہیں۔ تو پتا چلا کہ ۹۵ فیصد نوجوان محض تفریح کیلئے انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں جب کے ۶۰ فیصد لوگ ویب سرمنگ کے ذریعے تفریح طبع کا دیے جانے والے روزگار کی تلاش میں تھے۔ ہمارے ہاں اب کمپیوٹر کی تعلیم کو وہی حیثیت حاصل ہے جو درسی کتابوں کو حاصل ہے مگر اس کا درست استعمال کم ہی طلباء کرتے ہیں شاید غفلت کی ایک دبیز چادر ہے جو ہم نے اوڑھ رکھی ہے انٹرنیٹ کو فروغ تعلیم اور حصول معاملات کا بہترین ذریعہ بنایا جائے اعلیٰ ذہانت کے حامل طلباء اپنی ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے آنے والے طلباء کیلئے تعلیمی سائٹ بنائیں ان کو انٹرنیٹ کے فوائد بتائیں تاکہ وہ اس کا صحیح استعمال کریں۔

مجھے قومی امید ہے کہ میرے ملک کے نوجوان اپنی روش کو بدلیں گے اور بارش کا پہلا قطرہ بننے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

(مسز مرسلین (سرجانی)

## اقوال زریں

- ☆ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔
- ☆ عاقل اپنے علم کے لئے جدوجہد کرتا ہے اور آرزو کو گھناتا ہے۔
- ☆ جھوٹ جس میں صلح اور اصلاح کی آمیزش ہو، اس سچ سے بہتر ہے۔ جو فساد برپا کرے۔

# کالج میں پہلا دن

(صائمہ اقبال)

جیسے ہی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے۔ یوں لگا کہ منوں بوجھ ذہن سے اتر گیا ہے۔ حالانکہ بوجھ محض Tension کا تھا ورنہ پڑھائی تو خیر ایسی ہی کی تھی۔ اللہ اللہ کر کے یہ بوجھ بھی سر سے اتر ہی گیا اور ہم تو ایسے ہلکے پھلکے ہو گئے کہ جیسے روئی کے گالے۔ ہواؤں میں اڑ رہے تھے۔ مگر Relaxtion کے کچھ ہی عرصے بعد جوں جوں رزلٹ کے دن قریب آ رہے تھے ٹینشن کا بھوت پھر دوبارہ سے ہمارے ذہن پر براجمان ہوتا جا رہا تھا، کہ پتہ نہیں ہماری محنت کیا رنگ لائے گی۔ کالج کو رونق بخشیں گے یا کہ پھر سے سکول والوں کی نظر کرم کا نشانہ بنیں گے۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ ہم میٹرک فرسٹ ڈویژن میں Clear کر گئے۔ ہماری تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا ادھر رزلٹ کی ٹینشن کا بھوت سر سے اتر ہی تھا کہ کالج میں Admission لینے کا بھوت سوار ہو گیا۔ (ہر بات کا بھوت ہم سر پر اس لئے سوار کئے رکھتے ہیں کہ فارغ بیٹھنا ہمیں کچھ اچھا نہیں لگتا) خیر گھر والوں پر ارادہ ظاہر کیا۔ ادھر سے کسی خاص Reaction کا سامنا کرنا پڑا۔ البتہ خوشی اس بات کی تھی کہ کالج میں Admission بھی ہو گیا اور تمام مضامین بھی اپنی ہی Choice کے رکھے۔

کالج میں ایڈمیشن کے بعد کالج جانے کیلئے بے تاب رہنے لگے۔ آخر خدا خدا کر کے وہ دن بھی آ گیا کہ جس دن ہمیں کالج جانا تھا۔ تو جناب! یہی وہ دن ہے کہ جس کیلئے آج ہم اس قدر مغز ماری کر رہے ہیں اور الفاظ کا انتخاب کر کے اس کی تفصیلات قلمبند کر رہے ہیں۔ کالج جاتے ہی (اللہ کا شکر ہے کہ) اچھے بندوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ ورنہ تو خدا جانے ہمارا استقبال کس طرح سے ہوتا۔ دوسرا بڑا فائدہ ہمیں اپنے وائٹ دوپٹے کا ہوا کہ یہ تو فوراً ایئر کارنگ تھا۔ جبکہ فرسٹ ایئر کا



رنگ تو کاسنی تھا۔ خیر اللہ تعالیٰ ہمارے بچاؤ کے وسیلے بناتے رہے۔ ورنہ ہمارے جیسا سیدھا سادہ بندہ کہاں سیکنڈ ایئر کے عتاب سے بچ سکتا تھا۔ ہمیں تو اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ ہمارا کلاس روم کون سا ہے، کالج کا نقشہ کیا ہے۔ دعا کی کہ یا اللہ کوئی پرانی کلاس فیلو ہی نظر آ جائے۔ مگر ہائے رے قسمت کوئی بھی اپنا بندہ نظر نہ آیا۔ ہم تو جا کر بڑے آرام سے ایک کلاس روم میں بیٹھ گئے اور ذہن پر لگے زور ڈالنے کہ اب کیا کیا جائے۔ ابھی ہم اپنی سوچوں میں گم ہی تھے کہ اچانک باہر بہت بڑا شور اٹھا۔ ہم پریشان ہو کر کھڑکی کی طرف بھاگے باہر جھانکا تو ”میزبان“ سیکنڈ ایئر کو فرسٹ ایئر فول کے نعرے لگاتے ہوئے پایا۔ دوسری جانب نگاہ اٹھائی تو وہاں اپنے ہی جیسے کچھ افراد کھڑے نظر آئے جو کہ سیکنڈ ایئر فول کا بری طرح سے نشانہ بن چکے تھے۔

واقعہ کچھ یوں تھا کہ فرسٹ ایئر کی کچھ لڑکیوں کا گروپ ایک جگہ کھڑا کالج میں ایڈمیشن کی خوشی میں گپ شپ لگا رہا تھا کہ پیچھے سے سیکنڈ ایئر کا ایک گروپ اچانک کہیں سے ظاہر ہوا اور آتے ہی اس نے سرخ، سبز اور نہ جانے کون کون سے رنگوں کی روشنائیوں کے ان پر فوارے چلا دیئے اور تمام کھڑی لڑکیاں صاف شفاف سفید کپڑوں کے بجائے پرنٹڈ کپڑوں میں ملبوس ہو گئیں۔ ہم نے تو اپنی اس بے وقوفی پر خدا کا شکر ادا کیا ہم فرسٹ ایئر کے یونیفارم کا دوپٹہ لے کر کالج نہیں آئے تھے۔ پہلے تو ہم اپنی اس بے وقوفی پر نادم ہو رہے تھے کہ ہم نے پراسپیکٹس صحیح طرح سے نہیں پڑھا ورنہ فل یونیفارم میں آتے۔ مگر یہ ساری صورتحال دیکھنے کے بعد تو ہمیں اپنے اوپر رشک آنے لگا یہ بھی بہتر ہی ہوا کہ ہمارا کوئی ساتھی اس دن کالج نہیں آیا تھا ورنہ ہم کلاس روم کے بجائے، باہر گھوم رہے ہوتے اور پھر پرنٹڈ کپڑوں میں ملبوس گھر آتے۔

صورت حال جیسی بھی تھی۔ جہاں ہم اپنے اوپر رشک کر رہے تھے اور اپنے آپ کو دلاسا دے رہے تھے کہ بھئی ہم نے کوئی بے وقوفی نہیں کی بلکہ انجانے میں ہم سے بہت بڑی عقلمندی ہو گئی ہے اور اس طرح ہم Indirectly سیکنڈ ایئر کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہیں ہم فرسٹ ایئر کے ساتھ پیش آنے والی صورتحال سے لطف اندوز بھی ہو رہے تھے اور Plan کر رہے تھے کہ اگلے سال ہم بھی اپنی فرسٹ ایئر کے ساتھ یہی سلوک کریں گے۔ بدلے کی خواہش میں نہیں بلکہ محض انجوائے کرنے کیلئے ابھی ہم انہی سوچوں میں مگن تھے کہ اچانک وہی لوگ جو صبح ہمیں ملے تھے، پھر



ہمارے پاس آئے اور کالج میں ہونے والی قرآن کلاس میں لے گئے۔ وہاں درس قرآن بھی اسی موضوع پر تھا یعنی ایک دوسرے کو طنز و تشنیع کا نشانہ بنانا، اپنی دلی تسکین کے لئے دوسروں کو تکلیف دینا کس قدر غلط اقدام ہے اور قرآن اور حدیث اس بارے میں کس قدر سختی سے ایکشن لیتے ہیں اور کس قدر سخت ڈانٹ کے ساتھ مسلمانوں کو اس چیز سے منع کیا جاتا ہے (سورہ الحجرات کی کچھ آیات تھیں) یقیناً جانئے جیسے ہی یہ درس سنا دل نے ایک دم پلٹا کھایا اور جہاں فرسٹ ایئر فول کے پروگرام بن رہے تھے وہاں دوسرے لوگوں تک بھی یہ بات اچھے انداز میں پہچانے کا عزم کرنے لگے۔ دل پر سکون اور مطمئن ہو گیا۔ قرآن کے بیان میں کچھ ایسی ہی تاثیر ہے۔ تب سمجھ میں آیا اور اندازہ ہوا کہ اسلام کی تعلیمات کس قدر وسیع اور ہر قسم کے حالات پر پوری اترنے والی ہیں۔

بس پھر ایسے ہی پروگرامز بناتے ہوئے چھٹی ہونے پر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ دل کی تو کایا ہی پلٹ چکی تھی۔ خوشی اس بات کی تھی کہ دن ضائع نہیں گیا تھا۔ بہت انجوائے کیا اور بہت کچھ سیکھا۔ تو جناب! یہ تھا ہمارا کالج میں پہلا دن۔

مہیب مرسلین (سرجانی)

میرے محبوب

اے میرے محبوب میں سوچتا ہوں کہ کن الفاظ کے ساتھ تمہاری تعریف کروں۔ تمہاری محبت و عقیدت کے لئے میں ان گنت و خوب صورت الفاظ کہاں سے لاؤں، تجھے معلوم نہیں میں تجھ سے کتنی محبت کرتا ہوں، اتنی محبت کہ شاید جتنی پروانہ شع سے نہیں کرتا، میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں، جس طرح رانجھانے ہیر سے نہ کی ہوگی، عمر نے ماروی سے نہ کی ہوگی، شیریں نے فرہاد سے نہ کی ہوگی۔

اے میرے محبوب میری محبت صرف اور صرف تمہارے لئے ہے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کوئی میلی آنکھ سے دیکھے میں ہر اس آنکھ کو پھوڑ دوں گا کیونکہ میرے محبوب تو میری شان میری جان میرا پیار، پاکستان ہے میرا دل تجھ پر قربان۔



# سلام کے آداب

فہد اشرف

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو تحفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ہمیں چاہئے اپنی زندگی کو اچھی طریقے سے گزاریں۔ یہ جب ہی ممکن ہوگا جب ہمارا طرز زندگی بہتر ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی باتوں کو بے کار نہیں سمجھیں گے بلکہ ان کی اہمیت پر غور کریں گے۔

اسلامی طرز زندگی کے وہ دلکش خدو خال جن کی بدولت مومن کی زندگی بن سنور جاتی ہے۔ انہیں آداب معاشرت کہا جاتا ہے۔

مثلاً ہمدردی، شیریں کلامی، فرض شناسی، خدا ترسی، توکل، یہ سب چیزیں حاصل کر کے انسان زندگی کی تعمیر کرتا ہے اور زندگی عیش آرام سے گزار سکتا ہے۔

سلیقہ تہذیب میں ایک طریقہ آداب سلام ہے

جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کیلئے السلام علیکم۔ اکہبے۔ سلام علیکم الفت و محبت کو بڑھانے تعلقات اور استوار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

مومن بننے اور جنت میں جانے کا سیدھا اور صحیح راستہ یہ ہے کہ سلام پھیلاؤ، سلام ہمیشہ اسلامی طریقے سے کیجئے۔ سلام کا یہ بتایا ہوا انداز خطاب نہایت سادہ با معنی اور پراثر ہے۔

السلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کیلئے سلامتی اور عافیت کی ساری دعائیں سمیٹ لیتے ہیں

سلام خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو خدا نے زمین میں اور زمین پر رہنے والوں کیلئے رکھ دیا ہے۔ پس السلام علیکم

نوب پھیلاؤ۔

قرآن حکیم میں ہے۔ فرشتے بھی جب بندے کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو سب سے پہلے کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہئے اس سے پہلے تعارف و تعلقات ہوں یا نہ ہوں گھر میں داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے سلام کیجئے۔

زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالنے سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کرو خدا ہر دکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ سلام کرنے میں پہل کرو۔ اگر خدا نخواستہ کسی سے ان بن ہو جائے تب بھی صلح و صفائی کرنے اور سلام کرنے میں پہل کیجئے اس فرض کی ادائیگی میں کبھی بخل نہ کیجئے۔

سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیجئے یہ مسلمان بھائی کا حق ہے۔

جو کوئی سلام سے پہلے بات چیت کرنے لگے اس کا جواب نہ دو۔ ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجئے۔

جب لوگ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے میں یا سننے میں مصروف ہوں

جب کوئی خطبہ دینے یا سننے میں مصروف ہو۔

جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

جب کسی مجلس میں دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو۔

غرض یہ ہے کہ سلام کی اتنی افادیت اتنا اجر و ثواب ہے کہ ہم لکھنے بیٹھیں تو صفحات کے صفحات بھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ

ہم سب کو عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

آمین



## حُسن سلوک

(محمد سعید)

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے اعمال ہیں۔ اعمال ہی پر اس کی بلندی و پستی، اس کی ترقی و تنزلی، اس کی مقبولیت و نامقبولیت کا دار و مدار ہے۔ اعمال ہی انسان کو بام عروج پر لے جاتے ہیں اور اعمال ہی اسے ذلت و تباہی کے گڑھے میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہی حال اجتماعی زندگی کا ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد کی اکثریت حسن عمل کی سرمایہ دار ہوگی تو وہ قوم ترقی و عروج کی بلندیوں کو چھو لے گی اور جس قوم کے افراد حسن عمل سے محروم ہوں گے وہ ترقی کے بجائے تنزلی کی طرف جائے گی۔ یہ وہ بات ہے جس کو علوم عمرانی کے ماہر بھی تسلیم کرتے ہیں اور جس کی گواہی میں تاریخ کے اوراق بھی صف باندھے کھڑے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے جس سے زیادہ جامع اور مکمل کوئی دستور حیات، کوئی ضابطہ عمل اور نظام اخلاق آج تک پیش نہیں کیا جاسکا اور مسلمان کی حیثیت سے ہمیں یقین ہے، ہمارا ایمان ہے کہ آئندہ بھی پیش نہیں کیا جاسکے گا۔ اسلامی نظام عمل میں جہاں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق مکمل و مفصل ہدایات موجود ہیں۔ اور ایک نمونہ کامل محفوظ ہے، وہیں زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی معمولی گوشوں کو بھی ہدایات کی روشنی سے منور کر دیا گیا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی کو خوش گوار اور کامیاب بنانے کیلئے بڑی کارآمد اور کارگر ہیں۔ ہادی برحق کا فرمان ہے کہ ”مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔“ (مسلم و ترمذی)

اخلاق کا تعلق پوری زندگی اور اس کی تمام سرگرمیوں سے ہے، لیکن ہم یہاں اخلاق کے صرف اس پہلو کو پیش کر رہے ہیں۔ جس کو عرف عام میں خوش اخلاقی یا خوش خلقی کہتے ہیں اور اس کا تعلق دوسروں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ سے ہوتا ہے۔ سرکارِ دو عالم نے فرمایا ہے کہ:

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرض کیا ہے، یہاں تک کہ کسی قاتل کو بھی سزا دو تو حسن کے ساتھ، ذبح بھی کرو تو حسن کے ساتھ۔“ (ابن ماجہ) یعنی اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ آدمی جب کوئی کام کرے تو خوش اسلوبی سے کرے۔ حضرت



عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کر رہا تھا اور بکری اس کے اس عمل کو دیکھ رہی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا، کیا یہ بکری ذبح کرنے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو دہری موت دینا چاہتے ہو؟

یہ حضورؐ کی تلقین تھی حسن سلوک کیلئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حسن سلوک کی اہمیت زندگی میں کس قدر ہے اور حضورؐ نے جو طرز زندگی اپنی امت کو سکھایا ہے۔ اس میں اچھے برتاؤ اور خوش خلقی کو کتنا اہم مقام حاصل ہے۔ حسن سلوک ایسی چیز ہے جس کا اظہار ہر وقت، ہر موقع، ہر شخص سے ہو سکتا ہے۔ روزانہ صبح سے شام تک سیکڑوں آدمیوں سے آپ کا واسطہ پڑتا ہے۔ کسی سے سرسری ملاقات ہوتی ہے اور کسی سے تفصیلی گفتگو اور تبادل خیال ہوتا ہے، کسی سے صرف سلام دعا ہی تک بات پہنچتی ہے۔ لیکن ان سب میں آپ کا طرز عمل اور برتاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ اچھا برتاؤ ہوگا تو وہ بھی نمایاں ہوگا اور اپنے اثرات چھوڑے گا، برا سلوک ہوگا تو اس کا اظہار بھی ہو کر رہے گا اور اس کے نتائج بھی نمایاں ہوں گے اور وہ بھی اپنے اثرات چھوڑے گا۔ چلتے چلتے محض سلام کرنے اور مزاج پوچھنے کے انداز ہی سے مخاطب کے ساتھ آپ کے رویے اور سلوک کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ مسکراتا ہوا چہرہ حسن اخلاق کا بہترین مظہر ہے۔ کسی کو دیکھ کر آپ کے چہرے پر بشارت کا آجانا اس پر آپ کی توجہ اور اس سے آپ کے تعلق خاطر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور یہ بھی حسن سلوک ہی سمجھیں کہ ان کے ملنے سے آپ کو خوشی ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”اپنے بھائی کے لئے مسکرا دینا بھی صدقہ ہے“۔ بتائیے انسانیت کا اس سے زیادہ پاس کس کو ہوگا، اور انسانی نفسیات کا لحاظ اس سے زیادہ کس مصلح، کس رہنما نے رکھا ہوگا۔ باہم اخوت و محبت اور یگانگت کے ایسے نکتے آپ کو کہاں ملیں گے۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں، زندگی میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور اکثر دور رس نتائج پیدا کرتی ہیں۔ تعلقات بنانے اور بگاڑنے، رشتوں کو توڑنے اور جوڑنے میں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی انسانی تعلقات پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ حسن سلوک انسان کو وہ طاقت اور وہ کشش عطا کرتا ہے جس سے وہ دلوں کو مسخر کر لیتا ہے اور انسان کی سچی خدمت انجام دیتا ہے۔ ایک میٹھا بول بعض وقت مایوس و دل شکستہ انسان کو ولولہ تازہ عطا کرتا ہے۔ ہمت افزائی



کا ایک جملہ حوصلوں کا بلند اور عزائم کو جوان کر دیتا ہے۔ یہ سب حسن سلوک کے کرشمے ہیں۔ بڑے سے بڑا آدمی اگر اس نعمت ہے محروم ہے تو سمجھئے کہ وہ انسانیت کے حقیقی جوہر سے محروم ہے اور سچی خوشی اس کے پاس کبھی نہیں پھٹکے گی۔

انسان جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی اس کا طرز عمل اور برتاؤ شائستہ اور شریفانہ ہوگا۔ بڑائی کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ حسن سلوک کی دولت سے مالا مال ہوں۔ انسانی تمدن کی یہ خصوصیت ہے کہ بڑے اور چھوٹے ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ بڑوں کو چھوٹوں کا تعاون درکار ہے اور چھوٹوں کو بڑوں کی مدد مطلوب ہوتی ہے۔ تمدن کی گاڑی دونوں پہیوں سے چلتی ہے۔ اس طرح انسان کو اپنے معاشرے کے مختلف افراد سے ملنا جلنا اور ان کے درمیان رہنا پڑتا ہے۔ پڑوسی کی مثال لیجئے۔ آپ کتنے ہی امیر ہوں اور آپ کا پڑوسی کتنا ہی غریب اور بے سہارا ہو، بہر حال وہ آپ کے قریب ہے، آپ کو اس کی خوشی اور اس کو آپ کی تکلیف کا سب سے پہلے علم ہوگا اور آپ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں سب سے پہلے شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو آپ اچھے انسان بھی نہیں ہو سکتے۔ آپ کے حسن سلوک کا سب سے پہلا مستحق آپ کا پڑوسی ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس نکتے کو کس خوبی سے بیان فرمایا ہے:-

”اگر تیرے ہمسائے تجھے اچھا کہتے ہیں تو تو واقعی اچھا ہے۔ اگر تیرے بارے میں تیرے ہمسائے کی رائے خراب ہے تو تو ایک برا آدمی ہے۔“ (بخاری)

اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کا ہر کام اس طرح ہو کہ اس سے معلوم ہو کہ یہ مومن کا کام ہے اور مومن وغیرہ مومن کا فرق ظاہر ہو۔ حتیٰ کہ اگر ایک مومن کسی کے گھر پر جا کر دروازہ کھٹکھٹائے تو اس عمل سے بھی اندازہ ہو جائے کہ یہ ایک ایسا فرد ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اپنے ہر عمل میں اس کے احکام کا خیال رکھتا ہے۔ ایک مومن کا ہر عمل اس کے ایمان کا مظہر اور عکس ہوتا ہے اور ایک کافر کا عمل اس کے کفر کا آئینہ۔ دین کا فرق اور طرز زندگی کا فرق انسانوں کے کردار، برتاؤ اور اخلاق میں منعکس ہوتا ہے۔ حسینیت اور یزیدیت زندگی کے، ہر شعبے میں اپنا اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ مومن کا ہر عمل اس کے ایمان کی شہادت دیتا ہے۔ طرز حیات اور طریق عمل سے انسانوں کے درمیان ایک واضح خط امتیاز کھینچ جاتا ہے۔



بلند فشارخون کے مریضوں میں سے تقریباً دس فی صد کو ”ثانوی بلند فشارخون“ کی شکایت ہوتی ہے جو کسی اور حالت مثلاً حمل یا ذیابیطس کے باعث پیدا ہوتی ہے یا پھر اس کا تعلق مانع حمل گولی یا ہارمونی معالجے سے ہو سکتا ہے۔ ۹۰ فی صد لوگوں کو ”بنیادی بلند فشارخون“ کی شکایت ہوتی ہے جس کا اصل سبب معلوم نہیں لیکن عمر میں اضافے، تمباکو نوشی ورزش کی کمی دباؤ اور ناقص غذائیں زیادہ شراب نوشی کے باعث اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

بلند فشارخون کے علاج کا مروجہ طریقہ عام طور پر یہ ہے کہ طرز زندگی میں رد بدل کیا جائے لیکن اگر مرض شدید ہو تو پھر دواؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے جن کے ذہریلی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ بلند فشارخون کی دوا کھا رہے ہیں تو معالج سے مشورہ کیے بغیر ترک نہ کریں۔

آئیے اب طرز زندگی میں رد بدل کی بات ذرا تفصیل سے کرتے ہیں کیوں کہ فشارخون کے صحیح اور معمول کے مطابق ہونے کا انحصار بڑی حد تک ہمارے طرز زندگی پر ہے۔

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ غذا میں کیا تبدیلی ضروری ہے ایک بڑی اور اہم تبدیلی یہ ہونا چاہیے کہ کھانے میں نمک کم کر دیا جائے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ نمک جسم میں رقیق مادے یا سیال کو روک رکھتا ہے یہ فاضل سیال دل کا کام بڑھا کر فشارخون میں بھی اضافہ کرتا ہے لہذا کھانا پکاتے وقت نمک کم ڈالیں نیز ایسے تیار شدہ کھانے بازار سے نہ خریدیں جس میں نمک زیادہ ہو عام طور پر بازاری کھانوں میں نمک زیادہ ہوتا ہے سیر شدہ (سچوریٹڈ) چکنائی والی غذائیں بھی کم کھائیں تاکہ کولیسٹرول کم رہے اور دن میں کم زکم پانچ باپھل اور سبزیاں مناسب مقدار میں کھائیے ان میں خاص طور پر ہرے پتوں والی سبزیاں شامل کیجئے ایسی سبزیوں میں پوٹاشیم ہوتا ہے جو جسم میں فاضل سیال کو روکنے نہیں دیتا۔ اگر ہمیں مسلسل ذہنی دباؤ سے واسطہ رہے تو فشارخون میں اضافہ ہو جاتا ہے لہذا ایسے طریقے تلاش کرنا ضروری ہے جن سے سکون اور تفریح حاصل ہو دفتر کی کام کا بوجھ حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیجئے جو ضروری کام ہیں انہیں پہلے کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو، ذمے داریاں دوسروں کو بھی سونپ دیجئے۔ مصروفیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو آرام کے لیے وقت ضرور نکالنے کے وقفے میں دفتر سے باہر چلے جائیں۔



بلند فشارخون کے مریضوں میں سے تقریباً دس فی صد کو ”ثانوی بلند فشارخون“ کی شکایت ہوتی ہے جو کسی اور حالت مثلاً حمل یا ذیابیطس کے باعث پیدا ہوتی ہے یا پھر اس کا تعلق مانع حمل گولی یا ہارمونی معالجے سے ہو سکتا ہے۔ ۹۰ فی صد لوگوں کو ”بنیادی بلند فشارخون“ کی شکایت ہوتی ہے جس کا اصل سبب معلوم نہیں لیکن عمر میں اضافے، تمباکو نوشی و ورزش کی کمی دباؤ اور ناقص غذائیں زیادہ شراب نوشی کے باعث اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

بلند فشارخون کے علاج کا مروجہ طریقہ عام طور پر یہ ہے کہ طرز زندگی میں ردوبدل کیا جائے لیکن اگر مرض شدید ہو تو پھر دواؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے جن کے ذہریلی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ بلند فشارخون کی دوا کھا رہے ہیں تو معالج سے مشورہ کیے بغیر ترک نہ کریں۔

آئیے اب طرز زندگی میں ردوبدل کی بات ذرا تفصیل سے کرتے ہیں کیوں کہ فشارخون کے صحیح اور معمول کے مطابق ہونے کا انحصار بڑی حد تک ہمارے طرز زندگی پر ہے۔

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ غذا میں کیا تبدیلی ضروری ہے ایک بڑی اور اہم تبدیلی یہ ہونا چاہیے کہ کھانے میں نمک کم کر دیا جائے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ نمک جسم میں رقیق مادے یا سیال کو روک رکھتا ہے یہ فاضل سیال دل کا کام بڑھا کر فشارخون میں بھی اضافہ کرتا ہے لہذا کھانا پکاتے وقت نمک کم ڈالنے یا اسے تیار شدہ کھانے بازار سے نہ خریدیے جس میں نمک زیادہ ہو عام طور پر بازاری کھانوں میں نمک زیادہ ہوتا ہے سیر شدہ (سچوریٹڈ) چکنائی والی غذائیں بھی کم کھائیں تاکہ کولیسٹرول کم رہے اور دن میں کم زکم پانچ باپھل اور سبزیاں مناسب مقدار میں کھائیے ان میں خاص طور پر ہرے پتوں والی سبزیاں شامل کیجئے ایسی سبزیوں میں پوٹاشیم ہوتا ہے جو جسم میں فاضل سیال کو روکنے نہیں دیتا۔ اگر ہمیں مسلسل ذہنی دباؤ سے واسطہ رہے تو فشارخون میں اضافہ ہو جاتا ہے لہذا ایسے طریقے تلاش کرنا ضروری ہے جن سے سکون اور تفریح حاصل ہو دفتر کی کام کا بوجھ حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیجئے جو ضروری کام ہیں انہیں پہلے کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو، ذمے داریاں دوسروں کو بھی سونپ دیجئے۔ مصروفیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو آرام کے لیے وقت ضرور نکالنے کے وقفے میں دفتر سے باہر چلے جائیے۔



بعض ماہرین کا خیال ہے کہ مراقبہ فشارخون کم کرنے کے لیے بہت مؤثر ہے، لہذا بہتر ہوگا اگر آپ روزانہ تھوڑا سا وقت نکال لیا کریں۔ تحقیق سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ پالتو جانوروں کو تھپتھپانے اور سہلانے سے بھی فشارخون میں کم ہوتی ہے۔ سکون کے لیے مالش بھی مفید ہے۔ مالش والے تیل میں ایک قطرہ لیونڈر، گلاب یا چینیلی کا تیل ملا کر مالش کریں۔ جو لوگ دباؤ کی وجہ سے بلند فشارخون کے مریض ہو جاتے ہیں ان کے لیے بعض نباتی دوائیں بھی فائدہ مند ہوتی ہیں اگر بلند فشارخون کی شکایت پرانی ہو تو نباتی علاج ذرا کم مفید ہوتا ہے لیکن جن لوگوں کو یہ شکایت کچھ ہی دن پہلے ہوئی ہو ان کے لیے یہ طریق علاج مفید ہوتا ہے لہذا خون کو پتلا کرنا اور کولیسٹرول گھٹاتا ہے اور اسے بلا کھٹکے کھایا جاسکتا ہے لیکن دیگر جڑی بوٹیوں اور نباتات کے استعمال سے پہلے کسی ماہر سے مشورہ کر لینا چاہیے بعض ماہرین ایک ہی وقت میں غذا میں مناسب ردوبدل، مراقبہ اور نباتی علاج کا مشورہ دیتے ہیں۔ فشارخون کم کرنے کے لیے ورزش بھی بہت مفید ہے اور اس سے دباؤ میں بھی کمی ہوتی ہے۔ اگر آپ ہفتے میں پانچ بار بیس تیس منٹ کی ورزش کو اپنا معمول بنائیں تو آپ فائدہ محسوس کریں گے۔

مناسب وقفوں سے فشارخون کا معاینہ کراتے رہیں خصوصاً وہ لوگ جن کے خاندان میں فشارخون کی زیادتی کے مریض ہیں یا رہے ہیں اور جن کی عمر زیادہ ہے انہیں چاہیے کہ یہ معاینہ جلدی جلدی کرائیں۔ مانع حمل گولیاں استعمال کرنے والی خواتین نیز حاملہ خواتین کو بھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے فشارخون کا معاینہ کراتے رہنا چاہیے۔

تمباکو نوشی اور الکحل سے بھی فشارخون بڑھ جاتا ہے لہذا چکنی چیزوں سے پرہیز کیجئے اور پابندی سے ورزش کیجئے۔ پست فشارخون (لوبڈ پریشر) کا مطلب عام طور سے یہ ہے کہ آپ صحت مند ہیں بعض لوگوں کا پیدائشی طور پر فشارخون کم ہوتا ہے اور ان کی صحت پر اس کے برے اثرات نہیں پڑتے تاہم بعض لوگ ردعمل کے اظہار میں سستی کرتے ہیں فشارخون اگر اچانک کم ہو جائے تو بے ہوشی یا غنودگی محسوس ہوتی ہے خصوصاً اس وقت جب بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے ایک دم کھڑے ہو جائیں کم فشارخون میں اگر اوپر کی پیمائش نوے اور نیچے کی ساٹھ ہو یا اس کے قریب ہو تو یہ تشویش کا باعث نہیں البتہ ایسے لوگوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جب لیٹنے یا بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوں تو ایک دم نہ کھڑے ہو جائیں بلکہ آہستہ آہستہ کھڑے ہو خاص طور پر رات کو بستر سے اٹھتے وقت اس کا خاص خیال رکھیں۔



آپ کس راستے پر چلنا پسند کریں گے..... نیکی اور جنت کے راستے پر یا گناہ اور  
 جہنم کے راستے پر؟  
 (منیرہ مجیب)

دوزخ کے راستے پر وہ چیز موجود ہیں جو پسندیدہ ہے، ہماری مرضی کے مطابق ہے اس میں ہر قسم کی آزادی ہے اس کے برعکس جنت کے راستے میں ہر طرح کی مشقت ہے، پابندیاں ہیں، مرضی کے خلاف باتیں ہیں لیکن اگر آج اس فانی دنیا میں ہم نے اپنی چند مرضیوں کو قربان کر دیا تو آخرت کی زندگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی، وہ کامیاب و کامران گزرے گی لیکن اگر آج ہم نے دنیا کی ساری مرضیوں کو پورا کرنے کی کوشش کی تو ہم آخرت کی زندگی میں ناکام رہیں گے۔

ہمارا دین ہمیں ایک طرز زندگی دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسلام مسلمان سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ دنیا سے کٹ کر الگ زندگی گزارے اور صرف اللہ اللہ کرے بلکہ مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی تہذیب اتنی اعلیٰ ہو کہ تمام مہذب قوموں سے آگے بڑھ جائیں اس کے علاوہ اسلام مسلمانوں کیلئے یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کا حق ادا کرے معاشرے کا حق ادا کرے، مال کمائے لیکن حلال طریقے سے اور زندگی کے ہر معاملے میں اپنے رب پر بھروسہ کرے، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے، خوشی اور غمی کے موقع پر اللہ کو یاد رکھے۔  
 اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور باعمل مسلمان بنا دے (آمین)

”عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی“

(وسیم اقبال)

## رزق اور انسان

رزق میں تنگی اور کشادگی دونوں ایک بندہ مومن کیلئے امتحان کی شکلیں ہیں۔ جس طرح بعض اوقات فقر و فاقہ ایک انسان کو شرک کے دروازے تک لے جاتا ہے ایسے ہی دولت کی فراوانی یا آسانی ایک شخص کو اسراف و تبذیر کی طرف مائل کر سکتی ہے۔ قرآن کریم نے مالی معاملات میں جو رہنما اصول دیا ہے وہ دونوں صورتوں میں اہل ایمان کو جائے اعتدال پر قائم رکھتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ نہ تو اپنے ہاتھوں کو اپنی گردنوں سے باندھو اور نہ انھیں بالکل کھلا چھوڑ دو۔

ایک طرف مال کی کشش یہ سجھاتی ہے کہ اس مال کو سنبھال کر رکھو اپنے طرز رہائش میں کوئی تبدیلی نہ کرو اور جیسے پہلے تنگی میں گزارا کرتے تھے کرتے رہو۔ حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صحابیؓ کو بظاہر خستہ حال دیکھنے پر نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کے پاس وسائل ہوں تو اس کا اثر اس کے لباس اور وضع قطع پر نظر آنا تقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی دین یہ پسند نہیں کرتا کہ نمود نمائش اور اپنی برتری کے اظہار کے لیے ایسا لباس یا ایسے انداز اختیار کیے جائیں جن سے تکبر کا اظہار ہو۔

دین کا مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے ذہن میں اپنے مال کے چار حصے کرے۔ پہلے حصے میں وہ اپنی ضروریات اور حاجات کو پورا کرے۔ دوسرے حصے میں اقربا کو ان کا حق دے۔ تیسرے حصے میں غیر متوقع حالات کیلئے ایک مقدار کو الگ کرے اور چھوٹے حصے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان ضروریات سے زائد مال کو استعمال کرے۔ احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی صحابیؓ نے اپنی تمام دولت اللہ کی راہ میں دینی چاہی تو آپ ﷺ نے انھیں متوجہ کیا کہ کیا وہ اپنے بعد اپنی اولاد کو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا بنانا چاہتا یا اس کے لیے کچھ چھوڑنے کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔

دراصل ہمارے ذہنوں میں ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ اپنے پیچھے اپنی اولاد کے لیے کوئی مال چھوڑنا ایک دنیاوی اور مادی فعل ہے جب کہ اللہ کی راہ میں تمام مال کو صرف کر دینا ایک دینی کام ہے۔ اسوہ حسنہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اولاد پر خرچ کرنا بھی دین پر عمل کرنا ہے اور جو کچھ ضرورت سے زائد ہو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی دین ہے۔ دونوں شکلوں میں توازن اور عدل کرتے ہوئے قرآن و سنت کے اصولوں کو سامنے رکھنا اور ہر کام کو اللہ کی رضا کے لیے حلال طریقے سے انجام دینا ہی دین کا مقصد و مدعا ہے۔



## ”اسلام میں نماز کی فرضیت و اہمیت“

(راشدہ جمیل)

آج میں اپنے اس مضمون میں نماز کی اہمیت و فرضیت اور ضروری مسائل پر روشنی ڈالنا پسند کرونگی۔ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، کفر و اسلام کے مابین فرق کو ظاہر کرنے والی دین کا ستون، عبادات کا تاج اور تحفہ معراج کی شکل میں ملنے والی عبادت کا نام نماز ہے۔ اس عبادت کی فرضیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ کوئی بچہ یا بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو انہیں نماز کی تاکید کی جائے اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو ان پر نماز پڑھنے کیلئے سختی کی جائے نماز کی ضروری اہمیت کے پیش نظر قرآن میں نماز کا 94 جگہ ذکر کیا گیا ہے حالانکہ صرف ایک بار اس کی فرضیت کا حکم کافی تھا۔ قرآن میں اتنی جگہ تاکید کے علاوہ بے شمار احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نماز پڑھنے کے کتنے فوائد ہیں۔ نماز کے متعلق چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا۔ قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائیگا۔
- ۲۔ حضرت نوفل بن معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و عیال جاتے رہے۔
- ۳۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے
- ۴۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں عشاء کی چالیس نمازیں ادا کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔
- ۵۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے اس کیلئے جنتوں کے دروازے کھول دئے

جاتے ہیں اس کے اور پروردگار کے درمیان سے حجاب دئے جاتے ہیں اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں۔

## نماز کے فرائض:

نماز کے چودہ فرائض ہیں۔

- (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں اور جائے نماز کا پاک ہونا (۳) مردوں کا ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کا چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھانکنا
- (۴) نماز کی نیت کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا
- (۷) تکبیر تحریمہ (۸) قیام یعنی کھڑا ہونا (۹) قرأت یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد ایک
- (۱۰) بڑی آیت یا ایک سورت پڑھنا (۱۱) رکوع کرنا (۱۲) سجدہ کرنا
- (۱۳) تشهد یعنی بیٹھ کر التیحات اور درود وغیرہ پڑھنا (۱۴) اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا

## فسدات نماز

مندرجہ ذیل چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

- (۱) نماز میں بات کرنا (۲) سلام کا جواب دینا (۳) چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا
- (۴) رنج یا خوشی کی خبر سن کر جواب دینا (۵) دکھ کی شدت سے آہ یا اف کہنا
- (۶) اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے نمازی کو لقمہ دینا (۷) نماز میں قرآن میں سے دیکھ کر پڑھنا
- (۸) قبلہ سے رخ معہ سینہ موڑ لینا (۹) کوئی چیز کھانا یا پینا
- (۱۰) درو یا مصیبت کی وجہ سے آواز سے رونا (۱۱) آواز سے ہنسا
- (۱۲) امام سے آگے بڑھنا



## مکروہات نماز

مندرجہ ذیل چیزیں نماز میں مکروہ ہیں۔

- |   |  |
|---|--|
| (۱) کوکھ پر ہاتھ رکھنا                            | (۲) ادھر ادھر دیکھنا                                 |
| (۳) بالوں یا کپڑوں کو سمیٹنا                      | (۵) رفع حاجت کی ضرورت ہو اور نماز پڑھنا شروع کر دینا |
| (۶) بلا عذر چاروں زانوں بیٹھنا                    | (۷) ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جس پر تصویر بنی ہو   |
| (۸) خواتین کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا         | (۹) نماز میں انگڑائی لینا                            |
| (۱۰) نماز میں آنکھیں بند رکھنا                    | (۱۱) اس طرح چادر لپیٹنا کہ پورا چہرہ ڈھک جائے        |
| (۱۲) اَلتَّاقِرْآن مجید پڑھنا                     | (۱۳) منہ میں کوئی چیز لئے ہوئے نماز پڑھنا            |
| (۱۴) تعوذ، تسمیہ، ثنا اور آمین کا زور سے پڑھنا    | (۱۵) نماز کے موقعہ پر خراب لباس زیب تن کرنا          |
| (۱۶) عام راستہ یا کوڑا کرکٹ کی جگہ پر نماز پڑھنا  | (۱۷) صف سے علیحدہ تنہا کھڑے ہونا                     |
| (۱۸) لوگوں کا ناپسندیدہ لباس پہن کر نماز پڑھنا    | (۱۹) دونوں پاؤں ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نماز پڑھنا  |
| (۲۰) نابالغ بچوں کو صف کے بیچ میں کھڑا ہونا وغیرہ |  |

## سجدہ سہو

نماز کے دوران کسی واجب کا غیر قصداً چھوٹ جانا یا، کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے یا کوئی فرض دوبار ادا ہو جائے تو سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

## سجدہ سہو ادا کرنے کا طریقہ:

سجدہ سہو ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ تک اتحیات پڑھ کر وہی طرف سلام

پھیر لیں پھر دو سجدے کریں اور ہر مرتبہ سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہیں اور پھر بیٹھ کر دوبارہ التحيات اور درود اور دعائیں پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر لیں۔

## نماز قصر

جو شخص 48 میل یا اس فاصلہ سے زیادہ سفر کی نیت سے اپنے شہر یا بستی سے نکل جائے اس پر نماز میں قصد کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے واپس آنے تک ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز چار رکعت کے بجائے دو رکعت رہ جاتی ہے۔ البتہ اگر سفر میں کسی جگہ 15 دن یا اس سے زیادہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو پھر پوری نماز ادا کرے۔ نماز قصر کی نیت کرتے وقت نیت میں نماز قصر کہا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ نماز قصر صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرض میں ہے اور نماز مغرب اور نماز فجر میں پوری نماز ادا کرنا ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ مسافر آدمی اگر ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے جس پر نماز قصر واجب نہیں تو اس کے ساتھ پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

میں نے اپنی قوم کے افراد کیلئے نماز سے متعلق ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان سے مستفید ہونگے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پانچ وقت کی نماز، نماز جمعہ سے اگلے جمعہ تک، اور رمضان کے روزے اگلے رمضان تک، یہ سب اپنی درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ آدمی نے کبیرہ گناہ نہ کیے ہوں۔



## برادری کے بے روزگار افراد توجہ فرمائیں

واٹر ورلڈ فیملی واٹر پارک، ٹول پلازہ سے 5 منٹ کی ڈرائیونگ پر دنبہ گوٹھ کے پاس ایک ایسا واٹر پارک ہے جس میں ایشیا کی سب سے بڑی سلائیڈز 65 فٹ، اسپائرل، فری فال، جمبو اور بچوں اور لیڈیز کے لئے علیحدہ سوئمنگ پولز تمام سہولتوں کے ساتھ بمعہ گارڈن مسجد کیفے ٹیریا کی سہولت کے ساتھ پارکنگ اور سکیورٹی کا بہترین انتظام موجود ہے۔

آپ کی آمد کا منتظر (واٹر ورلڈ فیملی پارک)

واٹر ورلڈ کی انتظامیہ کو کیفے ٹیریا کینٹین کا ٹھیکہ اگلے سال کے لئے مطلوب ہے برادری میں جو کوئی بھی ایسے کام کا تجربہ رکھتا ہو۔

رابطہ کے لیے

وقار نقی 0300-2277927

# تمام حاضرین محفل کو عید مبارک

# امام اعظم ابوحنیفہ

(نسرین بقائی، شیرین بقائی)

آپ کا پورا نام نعمان بن ثابت بن مرزبان تھا آپ نے فقہ اسلامی کے جو اصول اور قوانین وضع کئے اس کو امت محمدیہ کی اکثریت نے قبول کیا اور وہ اعزاز افتخار کے ساتھ فقہ حنفی کے مقلد ہوئے

آج کی دنیا کی دو تہائی سے زیادہ آبادی مسلمانوں کی فقہ حنفی کے مطابق اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دیتی ہے

اسماعیل بن حماد سے روایت ہے کہ آپ کے دادا نعمان بن مرزبان کے حضرت علیؑ سے گہرے مراسم تھے ثابت کی ولادت کے بعد نعمان ان کو حضرت علیؑ کی خدمت میں لے کر گئے حضرت علیؑ نے ثابت اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی۔

اسماعیل بن حماد فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے فضل سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علیؑ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

رسول ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا ”اگر ایمان کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کر لیں گے۔“

علامہ ابن حجر بقیہی مکی نے حافظ سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے۔

”ہمارے استاد یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظمؒ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں انتہائی مجاہدہ کرتے سادہ منکسر المزاج تھے۔ اکثر خاموش رہتے۔

شفیق بیان کرتے ہیں میں امام اعظم کے ساتھ بازار جا رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص آپ کو دیکھ کر چھپ گیا آپ نے چھپنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ کے دس ہزار درہم دینے ہیں کافی عرصہ گزر گیا میں تنگ دستی کی وجہ سے



نہیں دے سکا اس لئے شرم کی وجہ سے آپ کو دیکھ کر چھپ گیا۔ اس کی گفتگو کو سن کر آپ نے اس کا سارا قرض معاف کر دیا۔ آپ کی ٹھوکر سے کچھڑا ایک مکان کی دیوار پر جاگری جس سے دیوار خراب ہوگی وہ اتفاق سے ایک یہودی کا گھر تھا جب وہ باہر نکلا تو آپ کو دیکھ کر عذر پیش کرنے لگا کیونکہ وہ آپ کا قرض دار تھا۔ آپ نے فرمایا قرض کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ میں تمہاری دیوار کیسے صاف کروں۔

یہ سن کر یہودی بے ساخت کہنے لگا۔

”حضور دیوار کو بعد میں صاف کیجیے پہلے کلمہ پڑھا کر میرا دل پاک کریں۔“

امام ابوحنیفہؒ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے تقویٰ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ شریک نے کپڑے کا ایک تھان جس میں نقص تھا کا ہک کو بتائے بغیر بیچ دیا آپ نے اس کو نقص بتا کر بیچنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا کہ آپ نے دس ہزار درہم مالیت کے ان تمام تھانوں کی قیمت صدقہ کر دی۔

امام اعظم خیر القرون علی الاطلاق اول میں پیدا ہوئے جس قرن کے بارے میں حضور نے فرمایا ہے۔

”اس قرن کے لوگ تمام زمانے کے لوگوں سے بہتر ہیں۔“

آپ نے حضرت انس عبد اللہ بن ابی اور دیگر صحابہ کی زیارت کی جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے ابن عیینہ عبد اللہ ابن مبارک سے نقل کرتے ہیں ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے پوتے جناب قاسم کہا کرتے تھے کہ۔

”امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مجلس سے زیادہ فیض رساں اور کوئی مجلس نہیں۔“

”بر“ کو اردو میں نیکی کہتے ہیں اسلام کی نگاہ میں یہ نیکی ہی ہے جو مومن اور غیر مومن یا منافق میں اقسام کرتی ہے۔

ہادی اسلام ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”نیکی کی کسی بات کو حقیر نہ جانو چاہے یہ خندہ پیشانی سے ملتا ہی کیوں نہ

ہو۔“ (مسلم)

## رسائل و مسائل

(خالد اقبال)

گناہ کی مثال ایک بیماری کی ہے۔ جب بیماری کا آغاز ہو اور آدمی کو تکلیف پہنچے تو وہ اس کا علاج کرتا ہے۔ اگر علاج کر کے بیماری کا ازالہ کر لیا جائے تو آدمی صحت مند ہو جاتا ہے، لیکن اگر غفلت میں مبتلا ہو جائے اور علاج نہ کرے تو بیماری بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کینسر یا ٹی بی کی طرح مہلک بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھر لا علاج ہو کر ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کرے تو ایک دو مرتبہ ایسا کرنے کے بعد اسے چھوڑنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر وہ نشے کا عادی ہو جائے تو پھر جان دے دیتا ہے لیکن نشہ نہیں چھوڑ پاتا۔ اگر شروع میں احساس گناہ ہو جائے تو یہی وقت ہے کہ اس سے باز آ جائیں۔ جو پریشانی لاحق ہوتی ہے اسے دور کرنے کیلئے استغفار کریں۔ آدمی سے جب گناہ ہو جائے تو اسے مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے۔ یہ دروازہ اس وقت بند ہوتا ہے جب آدمی پر جاں کنی کا عالم طاری ہو جاتا۔ اس س پہلے پہلے توبہ کرے تو توبہ قبول ہوتی ہے۔ کفر، شرک، کبیرہ اور صغیرہ گناہ، سب قابل توبہ ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب گناہ سرزد ہو جائے تو آدمی کو اولاً اس پر ندامت اور شرمندگی ہونی چاہئے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس پر بخشش اور معافی مانگے۔ تیسرے درجے میں ارادہ کرے کہ آئندہ اس گناہ کے قریب نہیں جائے گا اور گناہ کرنے والا جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے، اگر توبہ کر لے تو وہ دور ہو جاتا ہے اور اگر توبہ کرنے کے بجائے گناہ کا دوبارہ ارتکاب کرے تو ایک سیاہ دھبہ مزید لگ جاتا ہے اور اگر اس طرح گناہ کرتا چلا جائے تو تاریکی دل پر چھا جاتی ہے۔ آدمی کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ برائی کو اچھائی اور اچھائی کو برائی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ پھر اسے توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

آج کل ہمارے معاشرے میں جو لوگ برائی کے رسیا نظر آتے ہیں، یہ برائی کے علم بردار مبلغ اور اسے قائم و نافذ کرنے اور رواج دینے والے ہیں۔ انہیں بے حیائی، عریانی، فحاشی، بدکاری مردوزن کا اختلاط، شراب و کباب کی محفلوں



میں ننگے ناچ کرنا، ریڈیو، ٹی وی، کیبل کے ذریعے رقص و سرور کی مخلوط محفلیں سجانا اور گھروں میں ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ان کو دیکھنا، یہ سب ان کو نہ صرف گوارا ہے بلکہ یہ انہیں روشن خیالی نظر آتی ہے۔ پاک بازی اور پاک دامنی، نیکی و تقویٰ اور غیر محرموں کے ساتھ میل جول سے احتراز، ان کو اچھا نہیں لگتا۔ پاک باز اور پاک دامن لوگوں کو وہ دقیانوسی غیر ترقی یافتہ اور رجعت پسند قرار دیتے ہیں۔ اور کفار کے آلہ کار اور ان کی تہذیب کے رسیا ہیں۔ یہ ایک دم نہیں بلکہ تدریجاً اس مقام تک پہنچے ہیں۔ یہود بھی معصیوں کے مختلف مراحل سے گزر کر انبیاء علیہم السلام کے قتل اور کفر تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ کے غضب و درغضب کے مستحق ٹھہرے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھے جاتے تھے۔ لہذا یہ ناگزیر ہے کہ اس طبقے میں شامل ہونے سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ برائی کی شدت اور فحاشی و عرینی اور ثقافتی یلغار کو دیکھ کر مایوسی بھی نہ ہو بلکہ توبہ و استغفار کی راہ کو اپناتے ہوئے گناہ کے جذبات کو کنٹرول کریں قوت ارادی کو مضبوط کریں شیطانی وسوسوں اور گناہ کے لیے اُکساہٹ پر قابو پائیں۔ اپنے آپ کو معذور سمجھنا چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت حاصل کرنا چاہیں۔ جو چاہیں کہ انہیں خود بخود ہدایت مل جائے اس کے لیے انہیں کچھ مشقت اور تکلیف پہنچی ہے تو پہنچے دیں اس پر واضح کر دیں کہ اس کی تسکین کے لیے ناجائز طریقے اختیار نہیں کر اس سلسلے میں قرآن پاک نے جو عمومی ہدایت دی ہے وہ درج ذیل ہے ”اے نبی (آپ ہمارا فرمان) ان سے کہہ دیجئے (وہ یہ ہے) کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کہ ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔ یہ آیت رہتی دنیا تک تمام گنہگاروں کے لیے اپنے نفس پر زیادتی کرنے والوں کے لیے ایک نوید ہے۔ یہ سب کے سب گناہ ایک ساتھ معاف کر دینے کی خوش خبری ہے آپ معاف کروانے کے آداب کے ساتھ معافی مانگیے آپ کی درخواست ہرگز رونہ کی جائے گی۔

پس سب سے پہلے توبہ کی شرائط کے مطابق توبہ کرنی چاہیے۔ دوسرے درجے میں گناہ کے اسباب کا ازالہ کرنا چاہیے جو معمولات گناہ کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے کہ آدمی ایک تو گناہ کرے پھر اس کا چرچا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد کرے اپنی بندگی کی سعادت بخشے۔ آمین۔



## فرض آپ کو پکار رہا ہے (دانش منور)

بے شک آپ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ کا بھی اہتمام کرتے ہیں استطاعت ہو تو حج کو بھی جاتے ہیں آپ اسلامی وضع قطع کے بھی پابند ہیں حلال و حرام کی تمیز میں بھی نہایت حساس ہیں نوافل و اذکار صدقہ و خیرات کا بھی خیال رکھتے ہیں اسلئے کہ آپ کو مسلمان ہونے کا احساس ہے۔

خدا کا شکر ہے اس احساس میں آپ تنہا بھی نہیں ہیں آپ کی طرح شریعت کے احکام و آداب کی اتباع اور پیروی کرنے والے ہزاروں نہیں لاکھوں ہیں اور اگر میں یہ دعویٰ کروں تو اس کی تردید نہی کی جاسکتی کہ اپنی عبرتناک پستی کے باوجود مسلمان مذہب کی پیروی میں ہر مذہب پیروؤں سے آگے ہیں۔

مگر تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ اس مذہبی تقدس اور دولت و حکومت کے باوجود سب سے زیادہ ذلیل و خوار اور بے وزن یہی مسلمان قوم ہے نہ انکی اپنی کوئی رائے ہے نہ کوئی منصوبہ نہ انکا کوئی وقار ہے اور نہ کوئی اعتبار انفرادی حیثیت سے ان میں یقیناً لاکھوں ایسے ہیں جن پر انسانیت فخر کر سکتی ہے لیکن اجتماعی حیثیت سے دنیا میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے آپ اسی امت کے ایک فرد ہیں آپ کا مستقبل امت کے مستقبل سے وابستہ ہے کیا آپ کو یہ احساس پریشان نہیں کرتا ہے کہ امت کو اس ذلت سے نکلا جائے اور اس کو عظمت رفتہ حاصل کرنے کیلئے پھر بے تاب کر دیا جائے۔

کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ اس بے قدری اور ذلت کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ امت نے اپنا وہ فرض بھلا دیا ہے جس کیلئے خدا نے اسکو پیدا کیا لے خدا نے اسکی زندگی کا وہی مشن قرار دیا ہے جو اپنے اپنے دور میں خدا کے پیغمبروں کا رہا ہے نبوت کا سلسلہ بنی آئیم پر ختم ہو گیا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا خدا کے بندوں تک خدا کا دین پہنچانے کا کام اب رہتی زندگی تک اسی امت کو انجام دینا چاہیے یہی اسکی زندگی کا مقصد ہے اور اسی فرض کی ادائیگی سے اس کی تقدیر وابستہ ہے امت کی زندگی میں دعوت دین کے کام کی وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں دل کی حیثیت ہے انسانی جسم اسی وقت تک کارآمد ہے جب تک اس کے اندر ہر کئے والا دل موجود ہے ٹھیک یہی حیثیت دعوت دین کی بھی ہے اگر امت یہ کام



سرگرمی سے انجام دے رہی ہے تو امت زندہ ہے اور عظمت و عزت اور وقار و سر بلندی اسکی تقدیر ہے لیکن اگر امت اس فرض سے غافل ہو جائے اور دین حق کے کام کا اصل ہی نہ رہے تو وہ زندگی سے محروم ہے اور مردہ ملت بھلا عزت و عظمت کا مقام کیسے پاسکتی ہے۔

اگر یہ تحریر آپ اندر کوئی بے تابی پیدا کرے تو اسکی قدر کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اس بے تابی میں اور اضافہ کر دے آپ کا فرض آپکو پورا رہا ہے اور یہی بے تابی آپکو اپنا فرض ادا کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔

## ماہ شوال کی فضیلت

(کعب عامر)

ماہ شوال کا آغاز ایک بہت بڑی مسرت اور ایک بہت بڑی نیکی سے ہوتا ہے مسرت اس بات کی ہے کہ اللہ کے بندوں نے اللہ کے حکم پر تیس دن روزے کے گزارے بھوک پیاس کی مشقت برداشت بندہ کو کھانا اور پینے کو پانی نہ ملے تو بھوک پیاس کی یہ مشقت برداشت کرتا ہے تو یہ روزہ اسکے لیے راحت اور رحمت بن جاتا ہے اسی لیے جس دن معاشرہ اللہ کے حکم کے مطابق ماہ صیام کے روزوں کو پورا کر لیتا ہے تو کی پہلی تاریخ کو اس فریضے کی تکمیل کی خوشی مناتا ہے۔ نیکی سے مراد فطرہ ہے جو صاحب استطاعت افراد محتاج نادار بے سہارا اور یتیم بے بس افراد کو دیتے ہیں عید الفطر کے جشن مسرت میں یہ وہ رفائی فنٹھ ہے جو عالم اسلام کی ہر بستی میں پسمنانی افراد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اسی طرح ماہ شوال کا آغاز ایک بہت بڑی نیکی سے ہوتا ہے۔ ماہ شوال کی تیسری سب سے بڑی خصوصیت اس مہینے کے چھ روزے ہیں یہ روزے ویسے ہی ہیں جیسے کسی نے مکان بنایا جب وہ بن گیا تو اس کو گل بولوں سے آراستہ کر دیا۔ جو نیکی رمضان کے روزہ رکھ کر اور پھر اللہ کے حضور فطرہ کا نذرانہ پیش کر کے جمع کی گئی ہے ان سب کا اجر اور ثواب ماہ شوال کے چھ روزوں کی وجہ سے دس گنا ہو جاتا ہے یہ روزے ماہ صیام کے روزوں کے نقص کو بھی پورا کر دیتے ہیں گناہوں کا کفارہ بھی ہیں اور رضائے الیہ کا ذریعہ بھی۔

## گمراہی کے تین راستے

(فرزانہ منظور فیڈرل بی ایریا)

سب سے بڑھ کر انسان کو گمراہ کرنے والی چیز انسان کے اپنے نفس کی خواہشات ہیں۔ جو شخص ان خواہشات کا بندہ بن گیا، اس کے لیے خدا کا بندہ بننا ممکن ہی نہیں۔ وہ تو ہر وقت یہ دیکھے گا کہ مجھے روپیہ، عزت، لذت، کس کام سے حاصل ہوتی ہے۔ چاہے خدا اس سے منع کرے۔ ”اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جس نے خدا کی ہدایت کے بجائے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی۔ ایسے ظالم لوگوں کو خدا ہدایت نہیں دیتا“۔ (القصص آیات 50)

(۲) دوسرا راستہ یہ ہے کہ باپ دادا سے جو رسم و رواج جو عقیدے اور خیالات، جو رنگ ڈھنگ چلے آ رہے ہیں خدا سے بڑھ کر ان کو سمجھے۔ خدا کا حکم ان کے سامنے پیش کیا جائے تو کہے کہ میں تو وہی کرونگا جو میرے باپ، دادا کرتے تھے۔ جو شخص اس مرض میں مبتلا ہے وہ خدا کا بندہ کب ہو اس کو یہ جھوٹا دعویٰ کرنے کا کیا حق ہے کہ میں مسلمان ہوں!

”اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ جو حکم خدا نے بھیجا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اس بات کی پیروی کریں گے۔ جو ہمیں باپ دادا سے ملی ہے۔ اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں راہ پر نہ ہوں تو کیا پھر بھی انہی کی پیروی کیے چلے جائیں گے۔؟“۔ (سورۃ البقرہ آیات ۱۷۰) (المائدہ 104 تا 105) (الزحرف 23 تا 25)

(۳) انسان جب خدا کا حکم کو چھوڑ کر دوسرے کا حکم ماننے لگتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص بڑا آدمی ہے۔ اس کی بات سچی ہوگی۔ فلاں شخص کے ہاتھ میں میری روٹی ہے فلاں شخص بڑا صاحب اقتدار ہے۔ یا فلاں شخص اپنی بددعا سے مجھے تباہ کر دے گا یا جنت میں لے جائے گا یا فلاں قوم بڑی ترقی کر رہی ہے اس کے طریقے اختیار کرنے چاہیں تو ایسے شخص پر خدا کی ہدایت کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔

”اگر تو نے ان بہت سے لوگوں کی اطاعت کی جو زمین میں رہتے ہیں تو وہ تجھ کو خدا کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔“

(سورۃ الانعام آیات 116) جس نے یہ تینوں بات اپنے دل میں بٹھا رکھے ہوں اس کا بندہ خدا ہونا مشکل ہے۔ وہ دن میں پچاس وقت کی نمازیں پڑھ کر، روزے رکھ کر اور مسلمانوں کی سی شکل بنا کر انسانوں کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ مگر خدا کو نہیں۔



## نئے فارمولے

(فہد تین حیدری)

میتھ کے فارمولے تو آپ سب نے پڑھے ہونگے۔ آج ہم آپ کو کچھ نئے فارمولے لکھانے جا رہے ہیں جنہیں

پڑھتے ہی آپ فوراً سیکھ جائینگے اور وہ آپ کی ساری زندگی کام بھی آتے رہیں گے۔ (مسکراتے ہوئے)

وزیر	+	سفارش	+	رشوت	=	سرکاری ملازمت
مظاہرے	+	ہنگامے	+	غیر حاضریاں	=	طالب علم
رعب	+	گالیاں	+	مک مکا	=	پاکستانی پولیس
جاگیر	+	جھوٹے وعدے	+	اختلافی بیان	=	پاکستانی سیاستدان
کاہلی	+	ستی	+	تلخ کلامی	=	سرکاری اہلکار
تین چھچھورے	+	ایک ماڈل	+	بے تکی شاعری	=	پاپ میوزک
جھوٹ	+	غیبت	+	شور	=	خواتین کی محفل
گنجاسر	+	ناک پر چشمہ	+	بڑا پیٹ	=	سرکاری افسر
فیشن	+	پارٹیاں	+	انفرادی بیان	=	سوشل ورکر خاتون
بوریت	+	یکسانیت	+	مخصوص چہرے	=	پاکستانی فلم

# فرینڈز سرکل کی بحالی۔۔۔۔ ایک جائزہ

انتہائی مسرت کے ساتھ برادری کے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک طویل مدت تک نوجوانوں کی سوشل تنظیم فرینڈز سرکل جو کہ ملک کے حالات اور کچھ بد انتظامی وجہ سے مسائل کا شکار ہو گئی تھی۔ اس تنظیم کو بزم ادب 2006 کے ممبران، نے اپنی بے مثال کوششوں انتھک محنت اور اپنے بزرگوں کے سائے میں اس کو دوبارہ بحال کر دیا۔ سب لوگوں نے خاص کر ممبران بزم ادب نے یہ احساس کیا کہ نوجوانوں کی ایکٹیوٹی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ ان ہی سب باتوں کو مد نظر رکھ کر سب ایک دوسرے کے قریب تر آئیں۔ ایک دوسرے کو سمجھیں اور تعلقات بڑھائیں اور یہ سب کچھ اسی سوشل تنظیم فرینڈز سرکل کے توسط سے ہی ممکن تھا۔ ہمارے سامنے اس قدم کے اچھے نتائج آئے برادری کے بہت سے نوجوانوں نے فرینڈز سرکل کی ممبر شپ حاصل کی یہاں تک کہ ہماری ان نوجوانوں کے ساتھ کئی پروگرام بھی منعقد ہو چکے ہیں۔

فرینڈز سرکل کی ممبر شپ جاری ہے برادری کے نوجوانوں سے پرجوش اپیل کی جاتی ہے کہ ایک پلیٹ فارم پہ آئیں۔ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اس سوشل تنظیم کو مضبوط سے مضبوط بنائیں۔ برادری میں اپنی پہچان کرائیں رشتہ داریاں مضبوط کریں۔

جمعیت حکمان دہلی کے صدر جناب بابو محمد تقی اور دیگر افراد کی باہمی مشاورت سے ممبر شپ صرف اور صرف برادری کے نوجوانوں کیلئے ہے۔

فرینڈز سرکل کے انتخابات بھی 13 جنوری 2007ء کو کرائے گئے جس میں مندرجہ ذیل افراد منتخب کیئے گئے۔

0346-2009994

صدر۔۔۔ معراج الدین

0333-3627203

نائب صدر۔۔۔ فاروق احمد سعید

0321-2398909

جنرل سیکریٹری۔۔۔ دانش منظور



- ۴۔ جوائنٹ سیکریٹری۔۔ محمد اعظم  
0321-8714764
- ۵۔ سیکریٹری اطلاعات۔۔ فہد متین  
0300-2369500
- ۶۔ فنانس سیکریٹری۔۔ عبدالوہاب متین  
0345-3048684
- ۷۔ لڑیسی سیکریٹری۔۔ فہد اشرف  
0300-3611645
- ۸۔ پروگرام سیکریٹری۔۔ عمران سبحان  
0300-2054826
- ۹۔ اسپورٹس سیکریٹری۔۔ فرحان شیخ  
0300-8243179

فرینڈ سرکل کے تحت یہ پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں۔

- ۱۔ تکہ پارٹی ۲۔ ٹی پارٹی ۳۔ اسپورٹس ڈے
- ۴۔ جلسہ عید میلاد النبیؐ ۵۔ پکنک پارٹی ۶۔ اسٹوڈنٹس ڈے

اس کے علاوہ برادری کے نوجوانوں کیلئے مزید پروگرام منعقد کرائے جائیں گے واضح رہے کہ فرینڈ سرکل کی ممبر

شپ صرف برادری کے ممبران کے بچوں کیلئے ہے۔

سب سے بڑا پروگرام فرینڈ سرکل کا سیرت النبیؐ کیا گیا جو کہ بہت کامیاب رہا جس میں ہماری برادری کے چھوٹے بچوں نے حصہ لیا انہیں انعامات سے نوازا گیا جس سے بچوں کو نوجوانوں کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی اور ان میں کے آگے بڑھنے کی جستجو پیدا ہوئی برادری میں آگے بڑھ کے اپنی جمعیت حکیمانہ دہلی کا نام روشن کیا۔

آخر میں پھر نوجوانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آگے آئیں تو ممبر شپ حاصل کریں تاکہ ہماری برادری ترقی کی راہ پر

گامزن ہو۔

جنرل سیکریٹری

دانش منظور